بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 31

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

25/ذوالحجہ 1442 ہجری قمری ● 5/ظہور 1400 ہجری شمسی ● 5/اگست 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ کَفَرَ الَّذِیۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ ۘ وَمَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّاۤ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہُوۡا عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (المائدہ:74)

ترجمہ: یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے (بھی) جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے۔ حالانکہ ایک ہی معبود کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا دردناک عذاب ضرور آلے گا۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30/جولائی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا

عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی زبان بے ہودہ نہ چلے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

عالم ربانی کی تعریف

عالم ربّانی سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ صرف و نحو یا منطق میں بے مثل ہو بلکہ عالم ربانی سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی زبان بے ہودہ نہ چلے، مگر آج یہ زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ مردہ شو تک بھی اپنے آپ کو علماء کہلاتے ہیں اور اس لفظ کو ذات میں داخل کر لیا ہے۔ اس طرح پر اس لفظ کی بڑی تحقیر ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مقصد کے خلاف اس کا مفہوم لیا گیا ہے ورنہ قرآن شریف میں تو علماء کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر:29) یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو علماء ہیں۔ اب یہ دیکھنا ضروری ہوگا کہ جن لوگوں میں یہ صفات خوف و خشیت اور تقوی اللہ کی نہ پائی جاویں وہ ہرگز ہرگز اس خطاب سے پکارے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

اصل میں علماء، عالم کی جمع ہے اور علم اس چیز کو کہتے ہیں جو یقینی اور قطعی ہو اور سچا علم قرآن کریم سے ملتا ہے۔ یہ نہ یونانیوں کے فلسفہ سے ملتا ہے، نہ حال کے انگلستانی فلسفہ سے، بلکہ یہ سچا ایمانی فلسفہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور مومن کا معراج اور کمال یہی ہے کہ وہ علماء کے درجہ پر پہنچے اور وہ حق الیقین کا مقام حاصل ہو جو علم کا انتہائی درجہ ہے، لیکن جو شخص علومِ حقہ سے بہرہ ور نہیں ہیں اور معرفت اور بصیرت کی راہیں ان پر کھلی ہوئی نہیں ہیں وہ خود عالم کہلائیں مگر علم کی خوبیوں اور صفات سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ روشنی اور نور جو حقیقی علم سے ملتا ہے۔ ان میں پایا نہیں جاتا، بلکہ ایسے لوگ سراسر خسارہ اور نقصان میں ہیں۔ یہ اپنی آخرت دُخان اور تاریکی سے بھر لیتے ہیں۔ انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی (بنی اسرآءیل:73) جو اس دنیا میں اندھا ہوتا ہے، وہ آخرت میں بھی اندھا اٹھایا جاوے گا۔ جس کو یہاں علم و بصیرت اور معرفت نہیں دی گئی اسے وہاں کیا علم ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والی آنکھ اسی دنیا سے لے جانی پڑتی ہے۔ جو یہاں ایسی آنکھ پیدا نہیں کرتا، اسے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گا۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 317، مطبوعہ 2018 قادیان)

سب سے بڑی چیز جس کیلئے قرآن کریم آیا ہے وہ اسکی کامل اور دلکش تعلیم ہے

ایک یہودی نے کہا کہ آپ کی شریعت میں ایک بات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی حصہ نہیں جس پر اس شریعت نے روشنی نہ ڈالی ہو

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورہ حجر آیت 3 رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کفّار کی اس خواہش کے متعلق مفسرین نے بحث کی ہے کہ کب انہوں نے خواہش کی کہ وہ مسلمان ہوں؟ بعض نے مجبور ہو کر کہا کہ وہ اُس وقت یہ خواہش کرینگے جب مسلمانوں کی فتح ہوگی۔ بعض نے قیامت پر چسپاں کیا ہے کہ اُس وقت کہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے اور بعض نے اس سے ترقیاتِ اسلامی مراد لی ہیں یعنی جب بھی ترقی ہوگی وہ یہ خواہش کریں گے۔

یہ معنے بھی درست ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ جب دشمنی بلا وجہ ہوتی ہے جیسا کہ کفّار عرب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی تو دشمن کی ترقی پر انسان کو اکثر یہ خیال آجاتا ہے کہ مَیں اس کی دشمنی نہ کرتا تو اچھا تھا۔ آج فائدہ ہی اٹھا لیتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی محض حسد کی وجہ سے تھی اور آپؐ کی غیر معمولی ترقیات سے وہ حسد کے مواقع ہی جاتے رہے، اس لئے ان کو بارہا خیال آتا ہوگا کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔

اسی طرح جب وہ بدر کے مقام پر قتل ہو رہے تھے تو ان کا دل یہی چاہتا ہوگا کہ کاش ہم مسلمان ہوتے۔

غرض اسلام کی فتوحات دشمنوں کے دلوں میں یہ حسرتیں ضرور پیدا کرتی ہونگی کہ کاش ہم بھی ساتھ ہوتے۔ منافقوں کا قول تو قرآن مجید میں صریح طور پر بیان ہوا ہے۔ کافروں کی بھی یہی حالت ہوتی ہوگی۔ یہ ایک طبعی بات ہے، اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

میرے نزدیک ان کے علاوہ آیت کے ایک اور معنے بھی ہیں۔ مفسرین عام طور پر ظاہری لطافت، فصاحت و بلاغت اور معجزات پر بحث کرتے ہیں اور قرآن مجید کی تعلیمی خوبیوں پر بہت کم بحث کرتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے بڑی چیز جس کیلئے قرآن کریم آیا ہے وہ اسکی کامل اور دلکش تعلیم ہے اور اسی کی طرف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ میں اشارہ کیا ہے اور آیت رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا میں انہی تعلیمی خوبیوں پر رشک کا ذکر کیا ہے یعنی فرماتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات کی خوبیوں کو دیکھ کر بارہا کافر کہہ اٹھتے ہیں اور کہہ اٹھیں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے اور یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔

حضرت عمرؓ سے ایک یہودی نے کہا کہ قرآن مجید میں ایک آیت ہے اگر وہ ہماری کتاب میں اُترتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صدقہ کی ترغیب اور اسکی فضیلت

(1416) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمیں صدقہ کا حکم دیتے تو ہم میں سے کوئی بازار جاتا اور (وہاں مزدوری پر) بوجھ اُٹھاتا اور ایک مُدّ (غلہ) حاصل کرتا اور آج یہ حالت ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس تو ایک ایک لاکھ (دینار) ہیں۔

(1417) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ آگ سے بچو خواہ ایک ٹکڑا کھجور کا دے کر۔

(1418) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی تھیں: ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ وہ مانگ رہی تھی۔ میرے پاس اس نے سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ پایا۔ مَیں نے اسے وہ کھجور دے دی اور اس نے اپنی دو لڑکیوں کے درمیان اسے بانٹ دیا اور خود اُسے نہ کھایا۔ پھر اٹھی اور باہر چلی گئی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے اور مَیں نے آپؐ کو یہ واقعہ بتایا۔ آپؐ نے فرمایا: جو اِن بیٹیوں کی وجہ سے کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ اس کیلئے آگ سے آڑ ہوں گی۔

(صحیح بخاری، جلد 3، کتاب الزکاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 16/جولائی 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ
نیشنل عاملہ خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی حضور سے ورچوئل ملاقات
نیشنل عاملہ جماعت بلجیم کی حضور انور سے ورچوئل ملاقات
افتتاحی خطاب حضور انور جلسہ سالانہ یو.کے 2010
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
وصایا و ذکر خیر
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہرمخالف کومقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

عربی اُمّ الالسنہ اورالٰہی زبان ہے جوخدانے الہام سے انسان کوسکھائی
اگرکوئی ثابت کرے کہ اسکی زبان کوبھی یہ فضیلت حاصل ہے تو اُسکے لئے پانچ ہزار روپے کا انعام

گزشتہ شمارہ میں عربی کے اُمُّ الالسنہ اورالہامی زبان ہونیکے بارہ میں ہم نے سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بعض ارشادات اوردلائل آپؑ کی کتاب مِنن الرحمٰن سے پیش کئے تھے۔اس شمارہ میں اسی ضمن میں آپؑ کے بعض اوردلائل وارشادات ہم پیش کریں گے۔

عربی زبان میں مفردات کالشکر

عربی زبان کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ انسانی سوچ اور خیالات کی وسعت کوالفاظ کا جامہ پہنانے کے لئے اس میں مفردات یعنی رُوٹ یا مصدر کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جبکہ دوسری زبانوں میں اس کی سخت قلت بلکہ قحط ہے۔عربی زبان کی اس خوبی کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں :

کامل زبان کیلئے مفردات کا کامل نظام ضروری ہے یعنی یہ واجبات سے ہے کہ کامل زبان جوالہامی اوراُمّ الالسنہ کہلاتی ہے انسانی خیالات کوالفاظ کے قالب میں ڈھالنے کے وقت پوراذخیرہ مفردات کا اپنے اندررکھتی ہو ......تایہ امراس بات پردلیل ہوکہ جس ذات کامل نے انسان اوراسکے خیالات کو پیدا کیا اسی نے ان خیالات کے ادا کرنے کیلئے قدیم سے وہ مفردات بھی پیدا کردیئے اورہمارا دلی انصاف اس بات کے قبول کرنے کیلئے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ اگر یہ خصوصیت کسی زبان میں پائی جائے کہ وہ زبان انسانی خیالات کے قدوقامت کے موافق مفردات کا خوبصورت پیرایہ اپنے اندرطیاررکھتی ہے اور ہریک باریک فرق جوافعال میں پایا جاتا ہے وہی باریک فرق اقوال کے ذریعہ سے دکھاتی ہے اوراسکے مفردات خیالات کے تمام حاجتوں کے متکفل ہیں تو وہ زبان بلاشبہ الہامی ہے کیونکہ یہ خداتعالیٰ کا فعل ہے جواُسنے انسان کو ہزارہا طور کے خیالات کے ظاہرکرنے کیلئے مستعد پیدا کیا ہے......لیکن حاجت کے وقت ترکیب سے کام لینا یہ بات کسی خاص زبان سے خصوصیت نہیں رکھتی۔ ہزارہازبانوں پر یہ عام آفت اورنقص درپیش ہے کہ وہ مفردات کی جگہ مرکبات سے کام لیتے ہیں جس سے ظاہرہے کہ ضرورتوں کے وقت وہ مرکبات انسانوں نے خود بنالئے ہیں۔

(مِنن الرحمٰن، روحانی خزائن، جلد9، صفحہ 140)

تُوایسا کوئی خلق نہیں پائیگا اورنہ کوئی ایسا عقیدہ اورنہ کوئی ایسی دعائیں اورنہ ایسی عبادتیں اورنہ ایسے جذبات اورنہ ایسی شہوات جنکے مقابل پرزبانِ عربی میں مفردات نہ پائے جائیں

سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام عربی زبان کی خوبی اوراس میں موجود مفردات کے ذخائر کے متعلق فرماتے ہیں :

تُواس کو بیان میں کامل پائے گا اوردیکھے گا کہ وہ انسان کی تمام غرضوں پرمحیط ہے پس ایسا کوئی بھی عمل ان عملوں میں سے نہیں کہ جوزمانہ کے اخیر تک ظاہر ہوں اورنہ ایسی کوئی صفت خداتعالیٰ میں پائی جاتی ہے اورنہ کوئی ایسا عقیدہ لوگوں کے عقائد میں سے ہے جس کے لئے عربی میں لفظ مفرد موضوع نہ ہو پس توآزمالے اگر تجھے شک ہے اوراگرتوآزمائش کے لئے اٹھے جیسا کہ حق اورحقیقت کے طالب اٹھتے ہیں تو بخدا صحیفہ فطرت میں سے کوئی ایسا امرتونہیں دیکھے گا اورنہ کوئی ایسا بھید قانون قدرت کے پوشیدہ بھیدوں میں سے دیکھے گا جس کے مقابل پرکوئی لفظ مفرداس زبان میں نہ ہوپس ایک باریک نظرسے دیکھ کیا تولاف زن لوگوں کی طرح میری بات کو پاتا ہے۔ ایسا ہرگزنہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ زبان عربی ایک دائرہ کی طرح ہماری تمام اغراض پرمحیط ہے اورتو زبان عربی اورصحیفہ فطرت کوان دوآئینوں کی طرح پائے گا جوایک دوسرے کے مقابل ہوں اورتُوایسا کوئی خلق نہیں پائے گا اورنہ کوئی ایسا عقیدہ اورنہ کوئی ایسی دعائیں اورنہ ایسی عبادتیں اورنہ ایسے جذبات اورنہ ایسی شہوات جن کے مقابل پرزبان عربی میں مفردات نہ پائے جائیں اوریہ کمال کسی غیرزبان میں توہرگزنہ پائیگا۔(ایضاً صفحہ 194)

قانون قدرت اوراس زبان کے مواد دوش بدوش چلے جاتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں :

ہم اس کوکسی مقام میں گونگے کی طرح نہیں پاتے اور یہ اس لئے کہ اس کا نظام کامل ہے اس کا مقام عالی ہے اس کے مواد بہت ہیں اس کے مفردات زیادہ ہیں اس میں تناسب اورسامان بہت ہے اس کا اشتقاق لمبا ہے اس کے انتساق میں اتحاد ہے اوروہ امیدوں کے سلسلہ سے برابر ہے اورقانون قدرت اوراس زبان کے مواد دوش بدوش چلے جاتے ہیں جیسے کلبہ رانی کے دوبیل یاایک صحن کے مقابل کی دودیواریں ہیں۔(ایضاً صفحہ 219)

مفردات کے کامل نظام کی مثال

سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ قانونِ قدرت میں جوہمیں مختلف چیزوں کے مختلف اَدوارنظر آتے ہیں، یااشیاء میں جوفرق اوراختلاف نظرآتا ہے اُن تمام اختلاف اورفرق کوواضح کرنے کے لئے عربی میں مفردات موجود ہیں۔ چنانچہ آپؑ نے اس سلسلہ میں انسان کی پیدائش سے لیکروفات تک کے مختلف اَدوار کی بہت ہی دلچسپ اورعلم ومعرفت سے بھرپورمثال پیش کی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں :

جان لوکہ کلموں کے فرق، اُن فرقوں کے تابع ہیں جوکائنات میں پائے جاتے ہیں اوراسی طرح احسن الخالقین نے ارادہ فرمایا ہے۔مگروہ فرق جوکائنات کی پیدائش میں پائے جاتے ہیں اورفطرت کے صحیفوں میں بدیہیات کی طرح نظرآتے ہیں، پس ہم تیرے پران کا ایک نمونہ انسان کی پیدائش کے بارے میں کھولتے ہیں تاتواس کواہل عرفان کی طرح سمجھ جائے یاتوطالبوں میں سے ہوجائے۔پس تُودیکھ کہ جب انسان پیدائش کے مراتب میں پھیرا گیا اورحَیِّز قوت سے حَیِّز فعل کی طرف لایا گیا اورطبعی جلوہ گاہوں میں قسم قسم کی صورتیں دیا گیا اوربعض قسم پیدائش بعض کے پیچھے آئیں اوراُن میں باہم تفرقہ اورتمیز ہوا پس اُس جگہ کئی مدارج پیدا ہوئے جواپنے لئے ناموں کو چاہتے تھے پس عربی نے اُنکواُنکے نام عطا کئے اوراپنے عطیہ کوکامل کیا جیسے سخی اور مالدار لوگوں کا کام ہوتا ہے۔اوراس کی تفصیل یہ ہے کہ جب خداتعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنا چاہا تو اُس کواُس مٹی سے پیدا کیا جوزمین کے تمام قویٰ کا عطرتھا اورمیلوں سے پاک تھا اُس کا نام خطاب اورکتاب میں آدم رکھا اِس لئے کہ اُسے مٹی سے پیدا کیا اورسارے جہان کی خوبیاں اُس میں بھردیں اورنیز اُس کی طینت میں دواُنس رکھ دیئے ایک تواُسی شئے کا اُنس جس سے وہ مخلوق ہوا دوسرا خالق رحمان کا اُنس جیسے بچوں میں ماں باپ کا اُنس پایا جاتا ہے اِس لئے اُس کا نام انسان رکھا۔ یہ اسم تثنیہ ہے تاکہ ہمیشہ کے لئے ان دواُنسوں کا لفظ ان دوصفتوں کو بتاتا رہے۔ پھرخداتعالیٰ کے ارادہ سے قانون قدرت میں یوں تبدیلی واقع ہوئی کہ کئی تغیرات کے بعد ماؤں کے رحموں کے معرفت اس کی آفرینش ہونے لگی سو :

(1) پہلے تغیر کا نام ماءدافق اورنطفہ رکھا۔
(2) اوردوسرے کا نام جس میں زندگی کا نشان ترقی کرتا ہے علقہ رکھا۔
(3) اورتیسرے کا نام جودرشتی میں ایک لقمہ کے اندازہ کی مانند ہوا مضغہ رکھا۔
(4) اورچوتھا تغیر جوصلابت اورقدرمیں لقمہ سے ترقی کرگیا اوربڑی بڑی حکمتوں پراس کا نظام خلقت مشتمل ہوا وہ عظام کے نام سے موسوم ہوا اس لئے وہ عظمت اورشرف اورقدرومقام میں انتہا کوپہنچ گیا اوراس لئے بھی کہ ہڈیوں سے اس کے بعض حصے ترکیب پذیر ہوئے۔
(5) اور پانچویں کا نام لحم ہوا اس لئے کہ لحم عربی میں ایک چیز کے پیوند اورلحوق کو کہتے ہیں جب وہ چیز دوسرے سے ملتی اور پیوند کرتی ہے۔سوگوشت کپڑا کی طرح باقی جسم پرملتا ہے اورنیز اس لئے بھی کہ گوشت سخت ہڈیوں سے ملتا ہے اوران کوباہم ملاتا ہے اورخویشی قرابت ان میں بخشتا ہے۔
(6) اورچھٹے کوخلق آخرکہا اوراسے کمال نفاست اوراعضاء میں سرایت کرنے کے سبب سے نفس بھی کہا۔
(7) اورپھراس سارے مجموعہ کا نام جنین ہوا۔
(8) پھرجنین جب ماں کے پیٹ سے نکلا تواس کا نام ولید ہوا۔
(9) پھرجب دودھ پینے کوپستان مادر کی طرف جھکا توصبی نام ہوا۔
(10) اورایّام شیرخوارگی تک رضیع نام ہوا۔ (11) پھردودھ چھڑانے کے بعد فطیم وقطیع ہوا۔
(12) پھرذرانشوونما کے بعد دارج۔ (13) پھرجوچاربالشت کا ہوا تورباعی۔
(14) اورجوپانچ کا ہوا توخماسی۔ (15) اورجب دودھ کے دانت جھڑگئے تومثغور۔
(16) اورجوپھراُگے تومثغر۔ (17) اورجودس برس کا ہوا تومترعرع
(18) اورجواحتلام کے قریب پہنچا تویافع اورمراہق
(19) اورجب پوری طاقت اورکمال جوانی کوپہنچا توحزور
(20) پھرتیس سے چالیس تک شاب
(21) پھرساٹھ برس تک سہل
(22) پھرشیخ
(23) پھرخرف اسی طرح ہریک حصہ عمرکے لئے عربی زبان میں الگ الگ نام ہے
(24) اورجب مراتومتوفی نام ہوا اوریہ وہی لفظ ہے جس میں نادانوں کا گروہ اب تک جھگڑرہا ہے۔

اسی منوال پرانسان کی ہرطبعی حالت کیلئے عربی میں ایک لفظ موضوع ہوگا اورہریک مشہود ومحسوس کے لئے اس میں ایک لفظ ضرورہے **جسکی دوسری زبانوں میں نظیرنہیں اورجب اسکی نظیرکہیں نہیں تواس سے بڑھ کراورکیا حجت ہوسکتی ہے**۔دانشمندی کے چراغ لے کرڈھونڈو اورغورکرو۔ (ایضاً صفحہ 244)

اشتراک السنہ کی مثال

اشتراک السنہ کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں :

اوراگراشتراک السنہ کی مثال پوچھنا چاہوتولفظ اُمّ اوراُمہ کافی ہے یہ لفظ ہندی عربی فارسی انگریزی بلکہ سب زبانوں میں مشترک ہے اورتجربہ اس پرگواہ ہے اوروجہ تسمیہ بتاتی ہے کہ یہ لفظ عربی زبان سے عجمی بولیوں میں گیا کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ اسی زبان میں ہے اوراوروں میں بناوٹ اورتکلف ہے کیونکہ حقیقی وجہ تسمیہ کی شان یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی وہ مسمّٰی سے الگ نہ ہواورکبھی بھی کوئی اس سے اس کوالگ نہ کرسکے اورانسانی تصنع کی بُوبھی اس میں نہ

باقی صفحہ نمبر 18 پرملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں اپنے لشکر تیار کرتا ہوں اور مَیں نماز میں ہوتا ہوں

حضرت عمرؓ کا دَورِ خلافت تقریباً ساڑھے دس سال پر محیط تھا...... حضرت عمرؓ کے مفتوحہ علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس مربع میل بنتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں ایک بات جو بہت نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود گویا ہر فتح کے وقت مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ رَاشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

جنگِ نَمارِق اور کَسکَر، معرکۂ سقاطیہ، جنگِ باروسما اور جنگِ جِسر میں پیش آمدہ واقعات کا مختصر بیان

چار مرحومین: مکرم فتحی عبد السلام مبارک صاحب، مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ خلیل احمد صاحب مبشر سابق مبلغ انچارج کینیڈا و سیرالیون، مکرمہ سائرہ سلطان صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب اور مکرمہ غصون المعصّمانی صاحبہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 16/جولائی 2021ء بمطابق 16/وفا 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آپؓ کے دَورِ خلافت میں جو جنگیں ہوئیں اور جو فتوحات ہوئیں اس ضمن میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا دَورِ خلافت تقریباً ساڑھے دس سال پر محیط تھا۔ یہ تاریخ تیرہ ہجری سے تیئس ہجری تک ہے۔ اس دور میں ہونے والی فتوحات کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے مفتوحہ علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس مربع میل بنتا ہے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں یہ علاقے شامل ہیں۔ شام، مصر، ایران اور عراق، خوزستان، آرمینیا، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آتا ہے۔

(ماخوذ از الفاروق، صفحہ 159، مطبوعہ ادارہ اسلامیات 2004ء)

اسلامی جنگوں اور فتوحات کا سلسلہ تو حضرت ابوبکرؓ کے دور میں شروع ہو گیا تھا۔ آپؓ کے دور میں، (حضرت ابوبکرؓ کے دور میں) شام اور عراق میں اسلامی افواج جہاد میں مصروف تھیں اور بیک وقت کئی محاذوں پر جہاد جاری تھا اور پھر یہ سلسلہ چلتا گیا اور حضرت عمرؓ کے دَورِ خلافت میں بھی اسی طرح جاری رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں ایک بات جو بہت نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود گویا ہر فتح کے وقت مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے۔ اگرچہ آپؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کسی جنگ میں بھی باقاعدہ حصہ نہیں لیا تاہم مسلمان کمانڈروں کو لشکر کے حوالے سے جملہ ہدایات مدینہ سے آپؓ بھجواتے یا جہاں بھی آپؓ موجود ہوتے وہاں ان سے رابطہ میں رہتے بلکہ بعض جنگوں کے حالات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مسلمان سپہ سالاروں سے خط و کتابت روزانہ کی بنیاد پر جاری رہی اور حضرت عمرؓ نے مدینہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کو اپنے لشکروں کو ترتیب دینے کی ہدایات دیں اور ان کو ان علاقوں کے بارے میں ایسے بتایا، اس طرح کی ہدایات دیں گویا حضرت عمرؓ کے سامنے ان علاقوں کا نقشہ موجود تھا یا وہ علاقے حضرت عمرؓ کے سامنے تھے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کے متعلق لکھا ہے۔ **وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنِّي لَأُجَهِّزُ جَيْشِي وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ۔** (صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلوٰۃ، باب تفکر الرجل الشئ فی الصلوٰۃ)

کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے لشکر تیار کرتا ہوں اور میں نماز میں ہوتا ہوں۔ یعنی آپؓ اس قدر متفکر ہوتے تھے کہ نماز کے دوران میں بھی اسلامی فوجوں کی منصوبہ بندی اور پلاننگ کا کام جاری رہتا تھا۔ اس دوران دعا بھی کرتے رہتے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں جا بجا نظر آتا ہے کہ آپؓ کی ہدایات کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان فوجوں نے مشکل سے مشکل حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فتوحات حاصل کیں۔

سید میر محمود احمد صاحب نے بھی حضرت عمرؓ کے دَورِ خلافت پر ایک مقالہ لکھا تھا اور اس سے بھی ہمارے نوٹس تیار کرنے والوں نے مدد لی ہے۔ ریسرچ سیل نے بعض نوٹس لیے ہیں لیکن بہرحال یہ اصل مآخذ سے بھی چیک کیے گئے ہیں اور ٹھیک ہیں۔ فتوحاتِ ایران و عراق کے بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کے دَور میں اہلِ فارس کے ساتھ جنگ جاری تھی کہ اس دوران حضرت ابوبکرؓ بیمار ہو گئے جس کی وجہ سے اسلامی افواج کو پیغامات موصول ہونے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ اس لیے حضرت مُثنّیٰ اسلامی فوج میں اپنے نائب مقرر کر کے خود حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپؓ کو جنگ کے حالات سے باخبر کریں اور مزید مدد کی درخواست کریں۔ حضرت مُثنّیٰ مدینہ پہنچے اور حضرت ابوبکرؓ کو واقعات کی اطلاع دی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور یہ وصیت فرمائی کہ اے عمرؓ! میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا۔ آج سوموار کا دن ہے مَیں توقع کرتا ہوں کہ مَیں آج ہی فوت ہو جاؤں گا، یہ حضرت ابوبکرؓ فرما رہے ہیں۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو شام ہونے سے قبل لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مُثنّیٰ کے ساتھ بھیج دینا اور اگر میری وفات رات تک مؤخر ہو جائے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مُثنّیٰ کے ساتھ کر دینا۔ میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی بڑی ہو وہ تمہیں دین کے احکام اور خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رہنے دے۔ تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کو اور مخلوق کو اس جیسی مصیبت کبھی پیش نہیں آئی تھی۔ خدا کی قسم! اگر میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر جائز رکھتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا۔ ہم کو سزا دیتا اور مدینہ میں آگ کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس وصیت کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ کی تدفین سے اگلے روز لوگوں کو جمع کیا۔ بیعتِ خلافت کیلئے تمام اطراف سے بے شمار آدمی آئے ہوئے تھے اور تین دن تک ان کا تانتا بندھا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور مجمع عام میں جہاد کا وعظ کیا کیونکہ عرب قدیم سے مملکت ایران کی شان و شوکت اور زبردست فوجی طاقت سے خائف رہتے تھے اور لوگوں کا عام طور پر خیال تھا کہ عراق حکومت فارس کا پایہ تخت ہے اور وہ حضرت خالدؓ کے بغیر فتح نہیں ہو سکتا اس لیے سب خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے کئی دن تک وعظ کیا لیکن کچھ اثر نہ ہوا۔ آخر چوتھے دن اس جوش سے تقریر کی کہ حاضرین کے دل دہل گئے اور لوگوں کی ایمانی حرارت جوش میں آئی اور حضرت ابوعُبَید بن مسعود ثقفیؓ آگے بڑھے اور **اَنَا لِھٰذَا** کا نعرہ مارا کہ میں اس کیلئے حاضر ہوں۔ اور اس جہاد کیلئے اپنا نام پیش کیا۔ ان کے بعد حضرت سعد بن عُبَیدؓ اور سَلِیط بن قَیس سامنے آئے۔ ان لوگوں کا سامنے آنا تھا کہ ایمانی جوش مسلمانوں کے دلوں میں موجزن ہو گیا اور وہ بڑے جوش و خروش سے بڑھ بڑھ کر جہادِ عراق کیلئے اپنا اپنا نام پیش کرنے لگے۔ قبل ازیں عراقی افواج کی کمان حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھی مگر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آخری زمانے میں شامی جنگوں کی اہمیت کے پیش نظر ان کو شام جانے کا حکم دے دیا تھا اور اب عراق کی اسلامی فوج کی کمان حضرت مُثنّیٰ بن حارثہؓ کر رہے تھے۔ اس موقع پر جب حضرت عمرؓ مسلمانوں کو عراق کی جنگوں کیلئے اپنا نام پیش کرنے کی دعوت دے رہے تھے حضرت مُثنّیٰ بھی مدینہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے بھی ایک ولولہ انگیز تقریر کی اور کہا کہ لوگو! یہ محاذ بہت سخت اور گراں نہ سمجھو۔ ہم نے فارس والوں سے لڑائی کی اور ان پر غلبہ پایا اور ان شاء اللہ اسکے بعد بھی ہماری ہی فتح ہو گی۔ یہ ساری تقریریں سننے کے بعد اب مدینہ اور اس کے نواح سے عراقی جنگوں میں شمولیت کیلئے مجاہدین کا لشکر تیار ہوا۔ طَبَری اور بَلاذُری نے اس لشکر کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے اور کتاب **اَخْبَارُ الطِّوَال** کے مصنف علامہ ابوحنیفہ دِینَوَری پانچ ہزار تعداد بتاتے ہیں۔ لگتا ہے کہ لشکر کی مدینہ سے روانگی کے وقت تعداد ایک ہزار تھی مگر محاذ جنگ تک پہنچتے پہنچتے یہ تعداد پانچ ہزار تک جا پہنچی کیونکہ بلاذُری اور ابوحنیفہ نے تصریح کی ہے کہ امیرِ لشکر راستہ

میں جس عرب قبیلہ کے پاس سے گزرتے اسے لشکر میں شمولیت کی دعوت دیتے۔ اب یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ اس لشکر کا امیر کون ہو؟ گو حضرت مُثنّیٰ تھے لیکن جو نیا لشکر تیار ہوا تھا اس کا امیر کون ہو؟ حضرت عمرؓ کی جوہر شناس نظر نے ابوعُبَید ثَقَفِی کا انتخاب کیا۔ بعض لوگوں پر یہ امر گراں گزرا کہ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن مہاجرین اور انصار کو چھوڑ کر جنہوں نے اپنے خون سے اسلام کے پودے کو سینچا تھا ایک ایسے شخص کو امیر بنا دیا ہے جو بعد میں آنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ کو اگر کوئی امتیازی مقام حاصل ہے تو محض اس لیے کہ وہ اسلام کی خدمت میں پیش پیش رہے اور دین کی طرف سے مدافعت کیلئے بڑھ چڑھ کے دشمن سے برسرِ پیکار ہوئے مگر اب اس موقع پر پیچھے رہ کر انہوں نے اپنا یہ حق کھو دیا۔ اس لیے اس موقع پر جو شخص اسلام کی حفاظت کیلئے سب سے پہلے سامنے آیا وہی امارت کا حق دار ہے۔ حضرت ابوعُبَید کے بعد سَعْد بِن عُبَید اور سَلِیط بن قَیس نے عراقی جنگوں کی دعوت کے موقع پر حضرت عمرؓ کی آواز پر لبیک کہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم میری آواز پر لبیک کہنے میں سبقت اختیار کرتے تو قبولِ اسلام میں سبقت کے باعث میں تمہی کو یہ کمان سونپتا۔ گو سَلِیط بن قَیس پر ابوعُبید کو ترجیح دینے کے متعلق علاوہ پہلی وجہ کے حضرت عمرؓ نے اس امر کا بھی اظہار فرمایا تھا کہ اس کام کیلئے کسی دھیمے شخص کی ضرورت ہے جو تحمل اور سوچ بچار سے جنگ کا اقدام کرے مگر سلیط بن قیس فوجی پیش قدمی کے سلسلہ میں بڑے جلد باز واقع ہوئے ہیں۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے شرف تقدم کے باعث ابوعُبید کو یہ اہم کمان سونپی تھی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ صحابہ کی قدیمی خدمات اور گذشتہ تجربات کو نظر انداز کر دینا بھی مناسب نہ تھا اس لیے آپؓ نے حضرت ابوعُبید ثَقَفِیؓ کو تاکید بھی کر دی تھی کہ وہ صحابہ کے مشورے سے مستفید ہوں اور انتظامی امور میں ان کی رائے پر چلیں۔ یہ مختلف تاریخی کتب میں ملتا ہے۔ تاریخ طبری میں یہ سارا واقعہ ہے جس سے یہ اخذ کیا گیا ہے۔

(تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقالہ از مکرم ومحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 7 تا 9) (تاریخ الطبری، جلد دوم، حصہ دوم مترجم، صفحہ 194، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی 2004ء) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 334 و 360-361، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (اخبار الطوال از ابوحنیفہ دینوری، صفحہ 165-166، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (فتوح البلدان علامہ بلاذری، صفحہ 350، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف بیروت 1987ء) (ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 353، 354، دار المعرفہ بیروت 2007ء) (ماخوذ از الفاروق از شبلی نعمانی، صفحہ 78، 79 ادارہ اسلامیات 2004ء)

تیرہ ہجری میں ایک جنگ ہوئی جو جنگ نَمارِق اور کَسکَر کہلاتی ہے۔ حضرت ابوعُبیدؓ کے لشکر لے کر روانہ ہونے سے قبل ہی حضرت مُثنّیٰ واپس حِیرَہ (حیرہ عراق کی قدیمی عربی حکومت کا پایہ تخت تھا اور فرات کے مغرب میں اس مقام پر واقع تھا جہاں بعد میں کوفہ آباد ہوا وہاں) چلے گئے اور بدستور اپنی فوج کی قیادت سنبھال لی لیکن جلد ہی ایسی صورت حال پیدا ہو گئی کہ حضرت مُثنّیٰ کو اپنی افواج سمیت پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ ایرانی دربار رؤساء اور امراء کے باہمی مناقشات اور اختلافات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا کہ ایک نئی اور زبردست شخصیت کا ظہور ہوا جو خراسان کے گورنر فَرُّخ زَاذ کے بیٹے رستم کی تھی۔ ایرانی دربار کی طرف سے رستم سیاہ وسفید کا مالک بنا دیا گیا اور وہ سب اراکین سلطنت جو تفرقہ اور انتشار سے ملک کی طاقت کمزور کرنے کا سبب بنے ہوئے تھے اب رستم کی اطاعت کا دم بھرنے لگے۔ رستم ایک بہادر اور صاحب تدبیر انسان تھا۔ اس نے عنان قیادت ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں اپنے کارندے بھجوا کر بغاوت کروا دی اور فرات کے ملحقہ اضلاع میں مسلمانوں کے خلاف سخت جوش بھر دیا اور حضرت مُثنّیٰ کے مقابلہ کیلئے ایک لشکر روانہ کیا۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت مُثنّیٰ نے کچھ پیچھے ہٹ جانا مناسب سمجھا اور حِیرہ کو چھوڑ کر خَفَّان (کوفہ کے قریب ایک مقام ہے اس جگہ) آ کر قیام پذیر ہو گئے۔ ادھر رستم برابر فوجی سرگرمیوں میں مشغول تھا۔ اس نے زبردست لشکر تیار کر کے دو مختلف راستوں سے مسلمانوں کے مقابلے کیلئے روانہ کیے۔ ایک لشکر جَابَان کی سرکردگی میں تھا جو مقام نَمارِق میں اترا، نَمارِق بھی عراق میں کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے اور دوسرا لشکر نَرْسِیْ کی سرکردگی میں کَسکَر کی طرف روانہ کیا گیا۔ کَسکَر بغداد اور بصرہ کے درمیان دجلہ کے قریب غربی کنارے پر ایک شہر ہے جس کے آثار پر وَاسِط کا شہر آباد ہے۔ حضرت مُثنّیٰ کو مدینہ سے آئے ہوئے ابھی ایک مہینہ ہی ہوا تھا کہ حضرت ابوعُبید مجاہدین کا لشکر لیے ہوئے خَفَّان میں ان سے آ ملے۔ خَفَّان بھی کوفہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ اور چند ہزار مسلمانوں کا یہ لشکر اس وقت محاذِ جنگ پر پہنچا جب عراق میں عام صورتِ حالات مسلمانوں کیلئے خوش کن نہ تھی اور مفتوحہ اضلاع ایک ایک کر کے ان کے ہاتھوں سے نکل رہے تھے۔ حضرت ابوعُبید نے خَفَّان میں اجتماع لشکر کی غرض سے چند روز قیام کے بعد نَمارِق کا رخ کیا۔ وہاں ایک زبردست ایرانی لشکر ایک بوڑھے تجربہ کار ایرانی سپہ سالار جَابَان کی سرکردگی میں خیمہ زن تھا۔ حضرت ابوعُبید نے لشکر کی تنظیم کی۔ رسالہ حضرت مُثنّیٰ کی سرکردگی میں دیا۔ میمنہ کی کمان وَالِق بِن جِیدَارَہ کو دی اور مَیسَرہ کا کمانڈر عَمرو بن ھَیثَم کو مقرر کیا۔ ایرانی لشکر کے دونوں بازوؤں کی کمان جُشْنَس مَاہ اور مَرْدَان شاہ کر رہے تھے۔ اسلامی اخلاق کا جو نمونہ اس جنگ میں پیش ہوا اس پر میر محمود احمد صاحب نے اپنا تبصرہ کیا ہوا ہے کہ اسلامی اخلاق کا ایک نمونہ جو ہمیں نظر آتا ہے یہ ہے کہ نَمارِق کے مقام پر زبردست معرکہ ہوا اور ایرانی لشکر نے شکست کھائی۔ ایرانی لشکر کا سپہ سالار جَابَان زندہ گرفتار کر لیا گیا مگر مَطَر بن فِضَّہ جنہوں نے جَابَان کو گرفتار کیا تھا اسے پہچانتے نہ تھے۔ جَابَان نے ان کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر ان کو فدیہ دیا اور رہائی حاصل کر لی۔ کچھ دیر بعد مسلمانوں نے دوبارہ جَابَان کو گرفتار کر لیا اور حضرت ابوعُبید کے پاس لائے اور آپ کو بتایا کہ جَابَان کو ایرانی لشکر میں کیا پوزیشن حاصل ہے مگر حضرت ابوعُبید نے یہ برداشت نہ کیا کہ ایک شخص جس کو ایک مسلمان سپاہی ایک دفعہ فدیہ لے کر رہا کر چکا ہے دوبارہ قیدی بنا لیا جائے۔ لوگوں نے دوبارہ اصرار کیا کہ جَابَان کو تو گویا بادشاہ کی پوزیشن حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو پھر بھی بدعہدی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ رہا کر دیا گیا۔ اس واقعہ سے اس ضابطہ اخلاق پر روشنی پڑتی ہے جو اسلامی افواج کا لائحہ عمل ہوتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح مسلمان زبردست جنگی فوائد کے حصول کیلئے بھی اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔

(مقالہ ''تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ'' از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 9 تا 12) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 362-363، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء) (معجم البلدان، جلد 5، صفحہ 351، جلد 2، صفحہ 434، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر معرکہ سَقَاطِیَہ ہے جو تیرہ ہجری میں ہوا۔ نَمارِق کے معرکہ سے شکست کھا کر ایرانی لشکر کَسکَر کی طرف بھاگا جہاں ایرانی کمانڈر نَرْسِیْ پہلے سے ایک لشکر جرّار لیے ہوئے مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے تیار تھا۔ ابوعُبید اس کے مقابلے کیلئے کَسکَر کی طرف بڑھے۔ نَرْسِیْ جو کَسکَر میں ایرانی لشکر کا سپہ سالار تھا ایرانی اراکین سلطنت میں خاص امتیازی مقام رکھتا تھا اور وہ اور اسکے لشکر کے دونوں بازوؤں کے کمانڈر بِنْدَوَیہ اور تِیْرَوَیہ ایران کے ساسانی بادشاہوں کے قریبی اور گہرے رشتہ داروں میں سے تھے۔ ایرانی دربار کو نَمارِق میں شکست کی خبر پہنچ چکی تھی اور رستم نَرْسِیْ کیلئے مزید امدادی افواج کے بھجوانے کا بندوبست کر رہا تھا کہ حضرت ابوعُبید نے اپنی فوج کی نقل و حرکت کو تیز کرتے ہوئے نَرْسِیْ کے لشکر کو اس کی امدادی فوج کے آنے سے قبل ہی کَسکَر کے نشیبی علاقوں میں جا لیا اور سَقَاطِیَہ کے نام سے جو معروف جگہ تھی اس پر حملہ کر دیا۔ سَقَاطِیَہ کے میدان میں ایک زبردست معرکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ بڑے معرکہ کے بعد حضرت ابوعُبید نے کَسکَر کے ارد گرد علاقے میں مختلف جگہوں پر جمع شدہ دشمن کے مقابلے کیلئے اسلامی دستے بھی بھیجنا شروع کر دیے۔

(مقالہ ''تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ'' از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب صفحہ 13، 12) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 364، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

پھر جنگِ بَارُوسَمَا کا ذکر ہے۔ یہ بھی تیرہ ہجری کی ہے۔ بَارُوسَمَا کَسکَر اور سَقَاطِیَہ کے درمیان ایک مقام تھا جہاں پر ایرانی جرنیل جَالِینُوس سے مقابلہ ہوا جو جَابَان کی مدد کیلئے آیا تھا۔ رستم نے نَرْسِیْ کی مدد کیلئے ایک ایرانی کمانڈر کی سرکردگی میں ایک لشکر کَسکَر کی طرف روانہ کیا تھا۔ ابوعُبید کو اس کی اطلاع مل چکی تھی اور انہوں نے کمال ہوشیاری سے کام لے کر جالینوس کے لشکر کی آمد سے پہلے ہی نَرْسِیْ کی افواج سے ٹکر لے لی اور اس کو شکست دے کر دشمن کی فوجی طاقت کو صدمہ پہنچا دیا تھا۔ اب جالینوس بَارُوسَمَا کے علاقے میں بَاقُسْیَاثَا کے مقام پر لشکر انداز ہوا۔ بصرہ اور کوفہ کے درمیان کی بستیوں کو ارضِ سَوَاد کہا جاتا تھا اور بَارُوسَمَا اور بَاقُسْیَاثَا ان بستیوں میں سے دو بستیاں ہیں۔ ابوعُبید بَاقُسیاثا پہنچے اور مختصر سی لڑائی کے بعد ایرانی افواج نے شکست کھائی اور جالینوس میدان سے بھاگ کھڑا ہوا اور ابوعُبید نے وہاں قیام کر کے ارد گرد کے علاقوں پر مکمل قبضہ کر لیا۔ مؤرخ طبری جو ہے یہ ان کا بیان ہے۔ بَلَاذُرِی نے لکھا ہے کہ جالینوس سے مصالحت ہو گئی تھی البتہ بعد کے مؤرخین میں ابن خلدون اور ابن اثیر نے طبری کی تائید کی ہے۔

(مقالہ ''تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ'' از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 14) (ماخوذ از سیرت امیر المومنین عمر بن خطاب از الصلابی، صفحہ 357، دار المعرفہ بیروت 2007) (معجم البلدان، جلد 1، صفحہ 261، دار احیاء التراث العربی بیروت والمنجد زیر مادہ ''ساذ'')

جنگِ جِسر کا کچھ بیان کچھ عرصہ پہلے ہو چکا ہے یہاں بھی یہ ضروری ہے بیان کرتا ہوں۔ جنگ جِسر، یہ بھی تیرہ ہجری میں ہوئی۔ دریائے فرات کے کنارے مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑی گئی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے لشکر کے سپہ سالار حضرت ابوعُبید ثَقَفِی تھے جبکہ ایرانیوں کی طرف سے بُہْمَن جَاذُوَیہ سپہ سالار تھا۔ مسلمان فوج کی تعداد دس ہزار تھی جبکہ ایرانیوں کی فوج میں تیس ہزار فوجی اور تین سو ہاتھی تھے۔ دریائے فرات کے درمیان میں حائل ہونے کی وجہ سے دونوں گروہ کچھ عرصہ تک لڑائی سے رکے رہے یہاں تک کہ فریقین کی باہمی رضامندی سے فرات پر جِسر یعنی ایک پل تیار کیا گیا۔ اسی پل کی وجہ سے اس کو جنگ جِسر کہا جاتا ہے۔ جب پل تیار ہو گیا تو بُہْمَن جَاذُوَیہ نے حضرت ابوعُبید کو کہلا بھیجا کہ تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہمیں عبور کرنے کی اجازت دو گے۔ حضرت ابوعُبید کی رائے تھی کہ مسلمانوں کی فوج دریا عبور کر کے مخالف گروہ سے جنگ کرے جبکہ لشکر کے سردار جن میں حضرت سَلِیط بھی تھے ان کی رائے اسکے خلاف تھی لیکن حضرت ابوعُبید نے دریائے فرات کو عبور کر کے اہل فارس کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی ایسے ہی چلتی رہی کچھ دیر بعد بُہْمَن جَاذُوَیہ نے اپنی فوج کو منتشر ہوتے دیکھا تو اس نے ہاتھیوں کو آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ ہاتھیوں کے آگے بڑھنے سے مسلمانوں کی صفیں بے ترتیب ہو گئیں اور اسلامی لشکر ادھر ادھر ہٹنے لگا۔ حضرت ابوعُبیدؓ نے مسلمانوں کو کہا کہ اے اللہ کے بندو! ہاتھیوں پر حملہ کرو اور ان کی سونڈیں کاٹ ڈالو۔ حضرت ابوعُبیدؓ یہ کہہ کر خود آگے بڑھے اور ایک ہاتھی پر حملہ کر کے اس کی سونڈ کاٹ ڈالی۔ باقی اسلامی لشکر نے بھی یہ دیکھ کر تیزی سے لڑائی شروع کر دی اور کئی ہاتھیوں کی سونڈیں اور پاؤں کاٹ کر ان کے سواروں کو قتل کر دیا۔ اتفاق سے حضرت ابوعُبیدؓ ایک ہاتھی کے

سامنے آ گئے۔ آپ نے وار کر کے اس کی سونڈ کاٹ دی مگر آپ اس ہاتھی کے پاؤں کے نیچے آ گئے اور دب کر شہید ہو گئے۔

تاریخ طبری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوعُبَیدؓ کی بیوی دَوْمہ نے جنگ سے قبل ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں جنت کا ایک مشروب لایا جس کو حضرت ابوعُبَید اور جَبْر بن ابوعُبَید نے پیا ہے۔ اسی طرح ان کے خاندان کے چند لوگوں نے بھی پیا ہے۔ دَوْمہ نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کی۔ حضرت ابوعُبَیدؓ نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر شہادت ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوعُبَیدؓ نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو فلاں فلاں شخص سپہ سالار ہوگا۔ چنانچہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے مشروب پیا تھا ان کو حضرت ابوعُبَیدؓ نے ترتیب وار سپہ سالار مقرر کر دیا اور پھر فرمایا کہ اگر ابوالقاسم بھی شہید ہو جائیں تو پھر حضرت مُثنّٰی تمہارے سپہ سالار ہوں گے۔ دَوْمہ کا یہ خواب حرف بہ حرف پورا ہوا۔ اس جنگ میں حضرت ابوعُبَیدؓ کے بعد علی الترتیب بیان کردہ چھ اشخاص ایک ایک کر کے عَلَمِ امارت ہاتھ میں لیتے چلے گئے اور شہید ہوتے چلے گئے۔ آٹھویں شخص حضرت مُثنّٰی تھے جنہوں نے اسلامی جھنڈے کو لے کر دوبارہ ایک پُرجوش حملے کا ارادہ کیا لیکن اسلامی لشکر کی صفیں بے ترتیب ہو گئی تھیں اور لوگوں نے مسلسل سات امیروں کو شہید ہوتے دیکھ کر بھاگنا شروع کر دیا تھا جبکہ کچھ دریا میں کود گئے تھے۔ حضرت مُثنّٰی اور آپؓ کے ساتھی مردانگی سے لڑتے رہے۔ بالآخر حضرت مُثنّٰی زخمی ہو گئے اور آپ لڑتے ہوئے دریائے فرات عبور کر کے واپس آ گئے۔ اس واقعہ میں مسلمانوں کو بہت زیادہ نقصان ہوا۔ مسلمانوں کے چار ہزار آدمی شہید ہوئے جبکہ ایرانیوں کے چھ ہزار فوجی مارے گئے۔ یہ شکست مسلمانوں کیلئے زیادہ دیر تک ضرر رساں نتائج پیدا کرنے کا موجب بنتی مگر خوش قسمتی یہ ہوئی کہ قدرتی موقع ایسا پیدا ہو گیا کہ دشمن مسلمانوں کا تعاقب نہ کر سکا کیونکہ خود ایرانی اراکین سلطنت میں باہمی اختلاف پیدا ہو جانے کی وجہ سے بَہْمَن جاذُوَیہ کو واپس جانا پڑا۔ ابن اثیر نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ خود ایرانی دارالحکومت مَدَائِن میں اراکین سلطنت کے ایک فریق نے رستم کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔ (مقالہ ”تاریخ اسلام بعہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ“ از مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب، صفحہ 18 تا 21) (تاریخ طبری مترجم، جلد دوم، حصہ دوم، صفحہ 229، نفیس اکیڈمی کراچی 2004ء) (ماخوذ از تاریخ ابن خلدون مترجم، جلد 3 حصہ اول، صفحہ 270 تا 273، دارالاشاعت کراچی 2003ء) (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، صفحہ 311، بیت الافکار الدولیۃ)

حضرت مصلح موعودؓ نے بھی جنگ جِسْر کے بارے میں کچھ بیان فرمایا ہے کہ

”سب سے بڑی اور ہولناک شکست جو اسلام کو پیش آئی وہ جنگ جِسْر تھی۔ ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا زبردست لشکر گیا۔ ایرانی سپہ سالار نے دریا پار اپنے مورچے بنائے اور ان کا انتظار کیا۔ اسلامی لشکر نے جوش میں بڑھ کر ان پر حملہ کیا اور دھکیلتے ہوئے آگے نکل گئے مگر یہ ایرانی کمانڈر کی چال تھی۔ اس نے ایک فوج بازو سے بھیج کر پل پر قبضہ کر لیا اور تازہ حملہ مسلمانوں پر کر دیا۔ مسلمان مصلحتاً پیچھے لوٹے مگر دیکھا کہ پل پر دشمن کا قبضہ ہے۔ گھبرا کر دوسری طرف ہوئے تو دشمن نے شدید حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد دریا میں کودنے پر مجبور ہو گئی اور ہلاک بھی ہو گئی۔ مسلمانوں کا یہ نقصان ایسا خطرناک تھا کہ مدینہ تک اِس سے ہل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا: اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں۔ مدینہ بالکل ننگا ہے اور ممکن ہے کہ دشمن چند دنوں تک یہاں پہنچ جائے۔ اِس لئے میں خود کمانڈر بن کر جانا چاہتا ہوں۔ باقی لوگوں نے تو اِس تجویز کو پسند کیا مگر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپؓ کام آ گئے تو مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا اِس لئے کسی اَور کو بھیجنا چاہئے آپ خود تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو جو شام میں رومیوں سے جنگ میں مصروف تھے لکھا کہ تم جتنا لشکر بھیج سکتے ہو بھیج دو کیونکہ اِس وقت مدینہ بالکل ننگا ہو چکا ہے اور اگر دشمن کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو وہ مدینہ پر قابض ہو جائے گا۔“

(مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع ...... میں بعض اہم ہدایات، انوار العلوم، جلد 22، صفحہ 56-57)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ یہ تو اس جنگ کے بارے میں تھا۔ باقی جنگوں کی بھی مزید تفصیلات آئندہ آئیں گی۔

اب میں اس وقت کچھ مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کے جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ان شاء اللہ۔ اس میں سے پہلا ذکر فتحی عبدالسلام صاحب کا ہے۔ ان کا پورا نام فتحی عبدالسلام مبارک صاحب ہے۔ یہ مصر کے تھے۔ 75 سال کی عمر میں گذشتہ دنوں ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد نقشبندی طریقے کے پیروکار تھے۔ انہوں نے اپنے ایک بچہ کو دینی تعلیم کیلئے وقف کرنے کا عہد کیا اور فتحی صاحب کو اس کیلئے منتخب کیا گیا۔ فتحی صاحب نے دس سال کی عمر میں حفظ قرآن مکمل کر لیا۔ قرآن کریم سے عشق کی وجہ سے فتحی صاحب کے والد نے بھی ان کے ساتھ ہی قرآن کریم حفظ کرنا شروع کر دیا اور مکمل قرآن حفظ کیا۔ بعد میں خدا کا ایسا فضل ہوا کہ ان کے والد نے 88 سال کی عمر میں بیعت بھی کر لی۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد فتحی صاحب نے الازہر کے تحت ایک ہائی سکول سے امتیازی کامیابی کے ساتھ تعلیم مکمل کی۔ پھر قاہرہ یونیورسٹی سے انجینئرنگ میں ڈگری لی۔ زمانہ طالبعلمی میں مطالعہ کے بے حد شوق کی وجہ سے اپنے جیب خرچ سے پیسے بچا بچا کر کتب خریدتے اور مطالعہ کرتے۔ پھر مصر کی ایئر فورس میں افسر مقرر ہوئے۔ فوج میں ان پر یہ الزام لگا کہ آپ بعض انقلابی اسلامی تحریکوں کے مخفی منصوبوں میں شامل ہیں حالانکہ آپ ان کے مخالف تھے اور ان کی اصلاح کیلئے کوشاں تھے۔ بہرحال اس الزام میں ایک عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد آپ کو بری کر دیا گیا۔ اسکے بعد آپ عراق چلے گئے۔ کچھ عرصہ وہاں بطور انجینئر کام کیا۔ 1991ء میں عراق میں جنگ کے دوران انہوں نے بڑا خطرناک وقت گزارا۔ جس علاقے میں آپ رہتے تھے وہاں ایک رات میں دس بم گرے۔ آپ اپنی فیملی کو لے کر دعاؤں میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر ان کو محفوظ رکھا۔ پھر آپ اردن آ گئے اور معتزلی فرقہ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ پھر مصر آئے اور کسی قدر اہل قرآن کی طرف مائل تھے کہ جماعت سے تعارف ہوا۔ احمدیت میں آپ کو تمام پریشان کن مسائل کا حل ملا تو آپ نے بیعت کر لی۔ بیعت کا واقعہ فتحی صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ 1995ء میں مصر میں ابن خلدون نامی ایک علمی مرکز میں مختلف لیکچرز ہوتے تھے۔ وہاں مجھے بھی متعدد بار لیکچر دینے اور مختلف موضوعات پر سوالات کے جوابات دینے کی توفیق ملی۔ 1998ء میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے اس مرکز میں میرا لیکچر سنا تو بہت تعریف کی اور اپنے گھر دعوت دی جہاں مجھے تین گھنٹے کی ایک ویڈیو کیسٹ دکھائی جس میں مکرم حلمی الشّافعی صاحب مرحوم نے دجال کے متعلق احادیث میں مذکورہ امور کی ایک ایسی تاویل بیان کی جو مجھے بہت پسند آئی۔ فتحی صاحب کہتے ہیں کہ میرے پوچھنے پر ثابت صاحب مرحوم نے بتایا کہ یہ تفسیر جو ہے یہ قاتلِ دجال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ کہتے ہیں کہ 1999ء میں مصطفیٰ ثابت صاحب نے مجھے کتاب ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ دی جس نے میرے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا کر دیا اور میں نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تفصیلی تحقیق کا فیصلہ کر لیا۔ میں اپنی ذاتی تحقیق سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوا تھا کہ ناسخ و منسوخ کا عقیدہ غلط اور قرآن کی حرمت کے خلاف ہے۔ نیز آزادی مذہب کا میں قائل تھا۔ احمدیت کے بارے میں تحقیق کرنے لگا تو دیکھا کہ احمدیت تو انہی باتوں کا پرچار کرتی ہے۔ پھر بعض آیات قرآنیہ کے بارے میں سوال کرنے پر مصطفیٰ ثابت صاحب نے مجھے Five volume commentary دی اور کہا کہ اس میں سب سوالوں کا جواب موجود ہے۔ میں نے دیکھا اس میں میرے تمام سوالوں کے جوابات میرے ہی طرز فکر اور میری توقع کے عین مطابق موجود تھے۔ فتحی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بہت سوچا کہ وحی الٰہی کا جھوٹا دعویٰ کرنا تو ظلم عظیم ہے لیکن جو امور امام مہدی علیہ السلام لے کر آئے ہیں سب حق و ہدایت اور روحانی علوم پر مشتمل ہیں۔ اِکا دُکا مفہوم تو کوئی نہ کوئی بیان کر دیتا ہے لیکن اس قدر سچے مفاہیم اور اتنی بڑی تعداد میں اس پوری صدی میں کسی بھی شخص کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائے تو کیا اللہ تعالیٰ نے اس عظیم انعام سے ایسے شخص کو نوازا ہے جو ظلم عظیم کرتے ہوئے وحی الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے۔ آخر دعاؤں سے، پڑھ کے، سوچ کے 2001ء میں مصطفیٰ ثابت صاحب جب مصر تشریف لائے تو کہتے ہیں کہ میں نے انہیں بتایا کہ میں امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لے آیا ہوں۔ انہیں شدت جذبات کی وجہ سے ایک لمحہ کیلئے میری بات کا یقین نہ آیا۔ اسکے بعد میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور معانی اور مفاہیم کا ایک بحر ذخار میرے سامنے ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

فتحی صاحب کی جماعت کیلئے جو علمی خدمات ہیں ان میں 2005ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی کتاب حیات محمد صلی اللہ علیہ وسلم (Life of Muhammad) کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ الحوار المباشر کے پروگراموں میں شامل ہوتے رہے اور بڑے پُرجوش انداز میں مدلّل اور مفصّل جوابات دیتے تھے جنہیں

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا

(سورۃ النساء:104)

ترجمہ: یقیناً نماز مومنوں پر ایک وقت مقررہ کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (سورۃ آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

احباب بہت پسند کرتے تھے۔ ایک مصری عیسائی پادری نے قرآن کریم پر اعتراضات پر مبنی ایک سیریز چلائی جس کا عنوان تھا۔ هل القرآن كلام الله؟ یعنی کیا قرآن خدا کا کلام ہے؟ اس کے جواب میں فتحی صاحب نے 2006ء میں پروگراموں کی ایک سیریز ریکارڈ کروائی جس کا نام تھا۔ ''نَعَمْ! اِنَّهٗ كَلَامُ اللهِ''۔ یعنی ہاں! بے شک یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصائد کی تشریح پر مشتمل پروگرام روح القدس معہ کیا جس میں قصائد کے لفظی ومعنوی اعجاز کو بہت خوبصورت انداز سے واضح کیا۔ اس کے علاوہ متعدد پروگراموں میں شرکت کرتے رہے جن میں نَبُوْءَاتٌ تَحَقَّقَتْ یعنی پیشگوئیاں جو پوری ہوگئیں، براہین احمدیہ کے علمی معارف، فِیْ سَمٰوَاتِ الْقُرْآنِ، تاریخ اسلام اور خاتم النبیین وغیرہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کی جماعتی خدمات بھی ہیں۔ مقامی جماعت میں ایک لمبا عرصہ تک سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ اپنے آپ کو وقف کیلئے بھی پیش کیا۔ کئی سال تک بطور واقف زندگی جماعتی خدمات بجالاتے رہے۔ جماعتی سینٹر میں درس بھی دیا کرتے تھے۔

ان کے بیٹے ابراہیم فتحی صاحب کہتے ہیں کہ ابا جان مرحوم سورۂ فاتحہ کی روشنی میں سچی زندگی جینے والے انسان تھے۔ ان کی زندگی نعمتِ خلافت کے نور سے فیضیاب تھی۔ خلیفۂ وقت کیلئے عشق اور تعظیم کے عجیب جذبات رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک سب مشکلات کے حل اور سب مشکل مسائل کو سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا راستہ جاننے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے خلافت۔ لکھتے ہیں کہ والد صاحب قول وفعل میں کامل سچ سے کام لینے میں مشہور تھے۔ ہر کام سے پہلے ہمیشہ دعا اور خدا کے حضور گڑگڑاتے تھے۔ اگر ان سے کوئی کہتا کہ مجھے نصیحت کریں تو اسے کہتے کہ دعا کرو اور اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم طلب کرو اور خلیفۂ وقت کو دعا کیلئے لکھو۔ آپ گہرا علم اور وسیع معلومات رکھتے تھے۔ مطالعہ بہت وسیع تھا۔ ہر علم کی کتابیں پڑھتے اور نئے افکار اور جدید تحقیقات کو سمجھنے کی کوشش میں لگے رہتے۔ حاصل مطالعہ اور علم کو باریک دینی امور کو سمجھنے اور سمجھانے میں صرف کرتے۔ درس وتدریس میں ان کا انداز بہت خوبصورت تھا اور اس دوران کبھی کبھی مزاح بھی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ہمیشہ پڑھتے رہتے اور ان سے معارف کے موتی نکال کر انہیں اپنی روزمرہ زندگی میں مشعل راہ بناتے۔ جمعہ کے روز اپنے لیکچر میں اور ایم ٹی اے کے پروگراموں میں یہ معارف بیان کرتے تھے۔ خدمت دین کا جذبہ بہت تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہسپتال میں جب بیمار تھے، داخل تھے تو سانس میں دشواری کے باوجود نرسوں کو احمدیت کی تبلیغ کرتے رہے۔ جن اعلیٰ اخلاق کی لوگوں کو نصیحت کرتے گھر میں ان پر عمل کر کے دکھاتے۔ عسر ویسر میں سچائی اور تقویٰ سے چمٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی انہیں بہت تڑپ تھی۔ اکثر کہتے کہ اس دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس دنیا میں آخرت کیلئے عمل کرنا ہی حقیقی نجات ہے۔ اکثر خدا تعالیٰ سے ملنے کیلئے شوق کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ آخری دنوں میں جب مجھے پریشان دیکھتے تو کہتے کہ میرے پاس بیٹھ کر سورۂ فاتحہ اور درود شریف بار بار پڑھو کیونکہ بیماری سے شفا خدا تعالیٰ کے اذن سے ہوتی ہے اور اسی کو دوا کا بھی علم ہے۔ طب اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مجھے دنیا کی کوئی پروا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے ملنے کا شوق ہے۔ یہی بیٹے لکھتے ہیں کہ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ میرے میاں ہمیشہ جماعت کی خدمت کو ہر دوسرے کام پر ترجیح دیتے تھے۔ زیادہ وقت گھر سے باہر تبلیغ میں گزارتے تھے، اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ بھی ہمارے بچوں کی خارق عادت طور پر حفاظت فرماتا تھا۔

ڈاکٹر حاتم حلمی الشّافعی صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے بھائی اور استاذ مکرم فتحی عبدالسلام صاحب واقعۃً ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں میں سے بعض ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے کیا ہوا عہد پورا کر دیا۔ ڈاکٹر حاتم صاحب کہتے ہیں کہ بیعت سے وفات تک کے عرصہ میں مَیں نے آپ کو ایک عجیب انسان پایا۔ آپ کو خدا تعالیٰ اور اس کی صفات اور توحید کی محبت کا نشہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے عاشق تھے۔ سورۂ فاتحہ کے عشق میں فنا تھے۔ اپنے قیمتی درسوں میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر سورہ فاتحہ کے آسمانوں میں پرواز کرتے نظر آتے تھے۔

حسین المصری صاحب اردن سے ہیں۔ لکھتے ہیں فتحی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قادیان کے عاشق تھے۔ خلافت پر آپ کو پختہ ایمان تھا۔ بہت علمی آدمی تھے۔ پھر اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ قادیان کے جلسہ 2018ء میں انہوں نے اکٹھے شرکت کی۔ کہتے ہیں جب میں قادیان پہنچا تو مجھے سرائے وسیم میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں فتحی صاحب مجھے بڑی محبت سے ملے۔ جلسہ کی کارروائی کے بعد رات کو میرے ساتھ ''براہین احمدیہ'' کی باتیں شروع کر دیتے۔ آپ کو قادیان سے عشق تھا۔ قادیان کے بارے میں کہتے کہ یہ ہمارے پیارے کی بستی ہے۔ ہم نے مل کر قادیان کے مقدس مقامات دیکھے اور کہتے ہیں کہ میں حیران رہ گیا کہ فتحی صاحب کو ہر جگہ اور اس کی تاریخ کا تفصیلی علم تھا۔ جس دن انہوں نے قادیان سے رخصت ہونا تھا ہم نماز فجر کے بعد بیت الذکر اور بیت الدعا میں گئے۔ وہاں آپ کی شدت عجز ونیاز دیکھ کر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ وہاں سے فارغ ہو کر جب باہر نکلے اور بہشتی مقبرہ والے چوک کے قریب پہنچے تو حیران و پریشان اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد میرے پوچھنے پر روتے جاتے تھے اور سسکیاں لیتے جاتے تھے اور پھر زمین پر سجدے میں گر گئے۔ پھر اٹھے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کانپتی آواز سے کہا کہ اے خدا! تجھے پتہ ہے کہ اپنے پیارے کی ہمسائیگی میں رہنا مجھے کتنا عزیز ہے۔ اے خدا! تجھے علم ہے کہ میں آج کی رات یہیں گزارنا چاہتا ہوں لیکن تھوڑی دیر بعد ہمارے رخصت ہونے کا وقت ہو جانا ہے۔ کیونکہ اس دن جس دن یہ واقعہ ہوا ان کو اطلاع دی گئی تھی کہ آج ان کی واپسی ہے۔ تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر کام تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرے اذن سے ہی سب کچھ ہوتا ہے اور قانون قائم ہیں اور بدلتے ہیں۔ میرا سفر ملتوی کر دے تا چند گھنٹے اَور میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ اور بہرحال پھر ہوا یہ کہ گاڑی آئی اور کیونکہ ان کو کہا گیا تھا کہ اس دن ان کی سیٹیں ہیں تو فتحی صاحب کا سامان اس میں رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سرائے وسیم میں فتحی صاحب کی آواز گونجی کہ اللہ اکبر! اللہ اکبر! یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میرے رحیم رب نے میری دعا سُن لی اور میرا سفر ملتوی کر دیا۔ وہ خدا تعالیٰ کی حمد وشکر میں مصروف تھے۔ کہتے ہیں میں نیچے اترا تو فتحی صاحب نے بڑے زور سے مجھے گلے سے لگا کر فرمایا کہ آپ نے دیکھا کیسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے ہماری دعائیں قبول فرمائیں اور کس طرح وہ قبول فرماتا ہے۔ پھر ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہیں دیکھ کر میں بھی اشکبار ہو گیا۔ بتانے لگے کہ منتظمین کو غلطی لگی تھی کہ میری فلائٹ آج ہے۔ وہ آج نہیں تھی بلکہ اگلے دن تھی یا کسی اَور دن تھی۔ یہ کہتے ہیں ان کو اپنی وفات کا بھی پتہ چل گیا تھا جس کا اظہار انہوں نے حسین صاحب سے کیا اور ایم ٹی اے کیلئے جو پروگرام وہ بنا رہے تھے اس کیلئے ہدایات بھی دیں کہ کس طرح اب بنانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا تھا کہ ''یَدْعُوْنَ لَكَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُ اللّٰهِ مِنَ الْعَرَبِ۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ ''خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔'' (تذکرہ، ایڈیشن چہارم، صفحہ 100)

لیکن بہرحال ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں بھی عرب جماعتیں قائم ہو رہی ہیں ان میں بھی اور اس مثال سے جو ابھی میں نے فتحی صاحب کی دی ہے یہ سامنے آتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ عربوں میں سے مخلصین پیدا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود وسلام بھی بھیجتے ہیں اور محبت اور پیار اور عشق کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اس بات کی گواہی دیتے ہوئے حاتم صاحب بھی لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپؑ کی کتب اور اشعار سے فتحی صاحب کی محبت خارج از بیان ہے۔

خلافت سے مرحوم کی محبت اور اطاعت اور احترام ان کے ہر قول وفعل سے جھلکتا تھا اور ہر ایک کو نظر آتا تھا۔ راسخ یقین تھا کہ خلافت خدا تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس کے ملنے پر حمد وشکر کے گیت گاتے تھے۔ وہ اس حبل اللہ کو بڑی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے اور اطاعت خلافت میں فنا تھے۔ یہ تو میں نے بھی دیکھا ہے۔ ایسا پیار اور محبت ملاقات کے وقت ان کی آنکھوں میں اور ہر حرکت سے نظر آتا تھا اور جھلکتا تھا جو غیر معمولی معیار کا تھا اور ساتھ ادب اور احترام بھی بے شمار تھا۔ بڑے علمی مضامین لے کے آتے تھے۔ اگر ان کی کسی بات یا دلیل کی مجھے سمجھ نہیں آئی یا اگر آئی اور میں نے ردّ کر دیا یا مزید تحقیق کیلئے کہا تو کامل شرح سے اسے تسلیم کیا۔ گویا کہ خلافت کے فدائی اور سلطان نصیر تھے۔

اسامہ عبدالعظیم صاحب لکھتے ہیں کہ فتحی عبدالسلام صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ عمر میں بھی بڑے ہونے کے باوجود بہت عاجز انسان تھے۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے کے ساتھ بھی بڑے ادب سے پیش آتے اور اس کا مشورہ قبول کرتے تھے۔ بہت وسیع حوصلے کے مالک تھے۔ اگر کسی سے کوئی زیادتی ہو جاتی تو سب کے سامنے بڑے انکسار کے ساتھ اس سے معذرت کرتے اور اس کا سر چومتے۔ مرحوم کو اسلام سے بہت محبت تھی اور احمدی نوجوانوں کو جماعت کے ایسے خادم اور سپاہی بنانا چاہتے تھے جن میں علم بھی ہو اور روحانیت بھی۔ رات دیر تک ہمیں نصیحت کرتے اور جماعتی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے۔ کہتے ہیں کہ بہت حلیم تھے۔ اگر کوئی آپ سے اکھڑپن سے بات کرتا تو بھی اس کا جواب سختی سے نہ دیتے تھے۔ میرے علم میں بھی ہے۔ بعض لوگوں نے ان کو سخت تکلیف بھی پہنچائی۔ ان سے سخت رویہ اختیار کیا لیکن اگر وقتی طور پر کسی وجہ سے ان کے منہ سے، فتحی

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ربّ کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے، اور ربّ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(ترمذی، کتاب البرّ والصلاۃ، حدیث نمبر 1899)

طالبِ دُعا: مجلس انصاراللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا جب تک مَیں اسے اپنے والد اور اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔

(بخاری، کتاب الایمان، باب حبّ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

صاحب کے منہ سے کوئی سخت لفظ نکل بھی گیا تو پھر معافی بھی مانگی اور بعض دفعہ مجھے بھی لکھ دیتے تھے کہ میں نے اس شخص سے فلاں بات کی ہے اور اس سے معافی بھی مانگ لی ہے۔ تو یہ حوصلہ کم لوگوں میں ہی ہوتا ہے۔

تمیم صاحب لکھتے ہیں کہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اسلام میں کوئی کام خلافت کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے وہ مختلف خیالات کی طرف مائل کرنا نہیں بلکہ ہمیں خلیفہ کی ضرورت ہے جو اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے اور خدائی راہنمائی کے نتیجہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ مرحوم ہمیشہ ہر اس بات کو چھوڑنے کیلئے تیار تھے جسے خلیفۂ وقت قبول نہیں کرتے تھے۔ کہتے ہیں حضور جب بھی آپ سے مل کر آتے ایک عجیب خوشی سے مخمور نظر آتے اور بڑے وجد اور محبت سے ملاقات اور اس میں ہونے والی باتوں کا تذکرہ کرتے۔ فلسطین سے ایک خاتون سماح صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں میں نے خواب میں دیکھا جو حقیقت لگتا تھا کہ میں اور میری بہن سحر بیٹھی ہیں اور اس نے مجھے کہا کہ اسے کسی نے بتایا ہے کہ ایک فرشتہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے احمدیوں کو گھیرے ہوئے تھا۔ جب فتحی صاحب آئے تو فرشتہ نے فتحی صاحب سے کہا کہ تم چنبیلی کا سب سے خوبصورت پھول ہو۔ اس پر میں اپنی بہن کو کہتی ہوں کہ فتحی صاحب کتنے پاک صاف ہیں۔

طاہر ندیم صاحب عربی ڈیسک کے ہیں، لکھتے ہیں کہ ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ باوجود ایک بڑے عالم ہونے کے وہ شخص عاجزی کا پتلا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے ایسا والہانہ لگاؤ اور عشق تھا کہ براہین احمدیہ کو انہوں نے نہ جانے کتنی مرتبہ پڑھا اور اسکے نئے نئے مطالب نکال کر پیش کرتے رہتے تھے۔ اس پر انہوں نے کئی پروگرامز بھی ریکارڈ کروائے۔

جلسہ کی بھی رونق تھے۔ ہم سارے جانتے ہیں۔ بڑی پُرزور آواز تھی اور آخری دن بڑے پُرجوش نعرے بھی لگایا کرتے تھے۔ ان کے نعروں میں بھی ایک جوش ہوتا تھا اور لگتا تھا دل سے آواز پھوٹ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی دعائیں جو ہیں بچوں کے لیے وہ بھی قبول فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر ہے مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ جو خلیل احمد صاحب مبشر سابق مبلغ انچارج کینیڈا اور سابق امیر و مشنری انچارج سیرالیون کی اہلیہ تھیں۔ یہ بھی گذشتہ دنوں وفات پاگئی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ خلیل صاحب لکھتے ہیں کہ میری اہلیہ رضیہ بیگم میدانِ تبلیغ کے طویل عرصہ کے دوران اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ شانہ بشانہ صبر جوش اور ولولے کے ساتھ خدمت سلسلہ کی توفیق پاتی رہیں۔ افریقہ میں خصوصیت سے آپ کو بھرپور انداز میں مہمان نوازی اور خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ کبھی بے جا مطالبہ نہیں کیا اور ہر حال میں صبر و شکر کے ساتھ وقف زندگی خاوند کے ساتھ مل کر خدمت دین کی توفیق پائی۔ مرحومہ عبادات میں باقاعدہ تھیں۔ صدقہ اور مالی قربانی میں دلی شغف اور جوش کے ساتھ حصہ لیتیں۔ وفات سے قبل تمام چندہ جات کی ادائیگی کو مکمل کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں باقی آگے ان کی نسلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے۔

اگلا ذکر محترمہ سائرہ سلطان صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب کا ہے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کو اللہ کے فضل سے لجنہ پاکستان میں مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق ملی اور خدمت خلق کے شعبہ میں خاص طور پر ان کو خدمت کی زیادہ توفیق ملی۔ ان کے میاں ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ جماعت اور خلافت کی وفادار تھیں۔ اس بات پر بہت خوش تھیں کہ ہمارا گھر مسجد مبارک کے قریب ہے۔ جب ان کی شادی ہوئی تو اس وقت ان کی ساس صاحبہ تو وفات پاچکی تھیں ان کے سسر مولانا دوست محمد شاہد صاحب حیات تھے۔ ان کی ہمیشہ بیٹیوں کی طرح خدمت کی اور ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھا۔ ان کے پاس مختلف ممالک سے آنے والے مہمان جو دن کے کسی بھی حصہ میں آتے تھے ان کی مہمان نوازی بھرپور طریق پر کرتی تھیں۔ ایک واقف زندگی کی بہو ہونے کا انہوں نے حق ادا کر دیا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 492، ایڈیشن 1988)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 591، ایڈیشن 1988)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

نہایت درجہ غریب پرور تھیں اور اس معاملہ میں ان کا ہاتھ بہت کھلا تھا حتی کہ کبھی کبھی مقروض بھی ہو جایا کرتی تھیں۔ بعض اوقات اپنا زیور بھی بیچا لیکن غریبوں کی ہر لحاظ سے مدد کی۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ موصیہ تھیں۔ زیور بیچ کے بھی انہوں نے اپنے بعض چندے ادا کیے۔ بعض تحریکات میں زیور دیا۔ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے مرحوم والدین کی طرف سے بھی چندہ ضرور دیتی تھیں۔ بہت نفاست پسند تھیں۔ دعا گو تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ تہجد گزار تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور ان کے بچے جو دو بیٹے ہیں ان کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان بچوں کو بھی اور ڈاکٹر صاحب کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اگلا ذکر مکرمہ غصون المعضّمانی صاحبہ کا ہے۔ یہ سیریا کی ہیں جو آج کل ترکی میں تھیں۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں میں انتالیس سال کی عمر میں وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ لمبے عرصہ سے بیمار تھیں۔ اللہ کے فضل سے مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ ترکی کے صدر جماعت اور مربی سلسلہ صادق بٹ صاحب لکھتے ہیں کہ 2015ء میں سیریا سے ہجرت کر کے ترکی آئی تھیں۔ 2016ء میں ان کا تقرر بطور صدر لجنہ اسکندرون ہوا اور تادم آخر بطور صدر لجنہ خدمت بجالاتی رہیں۔ کافی عرصہ سے بیمار تھیں اور صاحبِ فراش تھیں تاہم اس بیماری کی حالت میں بھی ہمہ وقت خدمت دین میں مصروف رہتیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ مختلف فورمز پر تبلیغ کرتی رہتی تھیں۔ نیز سیرین احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ بڑی ہر دلعزیز تھیں۔ سچی ہمدرد اور سب کی خیر خواہ تھیں۔ بعض اَور خواتین نے بھی مجھے لکھا ہے اور انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔

ان سب کے جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام ہونا چاہئے

اپنی اولاد کی ہر پہلو سے نیک تربیت پر خاص دھیان دیں

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

انصار کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ انہیں قرآن کریم کو پڑھنے اور پڑھانے کا شغف ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے خَیۡرُ کُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ وَعَلَّمَہٗ یعنی تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور اسے لوگوں کو سکھائے۔ پھر سیکھنا ہی کافی نہیں بلکہ گھروں میں روزانہ تلاوت کا اہتمام بھی ہونا چاہئے ...... اس نیک عادت کو جاری رکھیں اور اہلِ خانہ کی بھی اس پہلو سے نگرانی کرتے رہیں۔ اسی طرح اپنی اولاد کی ہر پہلو سے نیک تربیت پر خاص دھیان دیں۔ ان کے رجحانات پر نظر رکھیں۔ ان کی دوستیوں پر نگاہ رکھیں اور انہیں معاشرے کے بد اثرات سے بچا کر رکھیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے انذار کے رنگ میں بد رفیق کو چھوڑنے کی نصیحت فرمائی ہے۔''

(پیغام سیدنا حضور انور بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 2014)

(نظارت اصلاح وارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی قادیان)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

کونسی آیت ہے، اس نے جواب دیا اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ الآیہ۔ آپ نے فرمایا وہ دن تو ہمارے لئے دو عیدوں کا دن تھا۔ یعنی جمعہ کا دن اور عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ایسا ہی ایک اور یہودی نے کہا کہ آپ کی شریعت میں ایک بات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انسانی زندگی کا کوئی حصہ نہیں جس پر اس شریعت نے روشنی نہ ڈالی ہو۔ یہ خواہشات ہیں جو ہزاروں کے دلوں میں پیدا ہوئی ہونگی مگر اظہار ان کا دو ایک کے منہ سے ہوا اور قرآن مجید نے بھی فرمایا ہے یَوَدُّ (ان کے دل چاہتے ہیں) یَقُوۡلُ نہیں فرمایا (کہ وہ منہ سے بھی اظہار کرتے ہیں) اس زمانہ میں بھی طلاق کا مسئلہ، شراب کا مسئلہ، ورثہ کا مسئلہ اور ایسے ہی اور بہت سے مسائل ہیں کہ جن پر دُنیا رشک کر رہی ہے۔ جب ایک یورپین کے دل میں خیال آتا ہے کہ ہمارے ہاں بھی طلاق کا قانون بننا چاہئے تو دوسرے معنوں میں وہ یہی کہتا ہے کہ کاش مَیں مسلمان ہوتا۔ ایسا ہی جب ایک امریکن کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوتی ہے کہ شراب بند ہونی چاہئے تو وہ گویا رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ کی تصدیق کرتا ہے۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ ہندوستان کی لیجسلیٹو اسمبلی کے ایک ہندو ممبر نے صغرسنی کی شادی کے متعلق مسودہ قانون پیش کیا تھا۔ اس نے دورانِ تقریر میں کہا مَیں بڑی حسرت سے دیکھتا ہوں کہ جس طرح اسلام نے شادی کا قانون بنا کر مسلم قوم کو محفوظ کر دیا ہے ویسا قانون ہمارے ہاں کوئی نہیں۔

آیت میں بھی رُبَمَا کا لفظ رکھا گیا ہے جو کئی دفعہ پر دلالت کرتا ہے یعنی ان لوگوں کو بحیثیت مجموعی اسلام لانے کا خیال پیدا نہ ہوگا بلکہ الگ الگ مسائل پر ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی کہ کاش یہ مسئلہ بھی ہمارے پاس ہوتا۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 5، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

قبل ازیں سیرت النبیؐ کے موضوع پر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب ''نبیوں کا سردار'' قسطوار شائع ہو کر مکمل ہوگئی۔ الحمد للہ۔ اب اسی موضوع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے رضی اللہ عنہ کی کتاب ''سیرت خاتم النبیین'' حضور انور کی منظوری سے شائع کی جاتی ہے۔ احباب اس سے استفادہ فرمائیں۔ (ادارہ)

درایت کے متعلق بعض ابتدائی مثالیں

یہ وہ اصول ہیں جو مسلمان محققین نے اپنی روایات کی چھان بین کیلئے آغاز اسلام میں مقرر کئے اور انہی کے مطابق وہ اپنی روایات کی تحقیق و تدقیق کرتے رہے ہیں۔ اور ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ روایات کی پڑتال کیلئے ان سے بڑھ کر کوئی کسوٹی نہیں ہوسکتی۔ ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ یہ ساری باتیں لازماً ہر مسلمان محدث یا مؤرخ کے پیش نظر رہی ہیں مگر اس میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہ وہ اصول ہیں جو مسلمان محققین نے ابتدائے اسلام میں اپنی روایات کی تحقیق کیلئے وضع کئے اور جنہیں وہ بالعموم اپنی تصانیف میں ملحوظ رکھتے رہے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ذاتی میلان کی وجہ سے ایک محقق کسی بات کو زیادہ وزن دیتا ہو اور دوسرا کسی اور کو یا کوئی مصنف اپنے مجموعہ کو زیادہ جامع بنانے کیلئے یا بعض روایات کی امکانی صحت کے خیال سے کمزور روایتوں کو بھی لے لیتا ہو یا کوئی مصنف ایسے ہی غیر محتاط ہو، کیونکہ کسی طبقہ کے سب لوگ ایک درجہ کے نہیں ہوتے مگر بہر حال روایت و درایت دونوں کے اصول کو ابتدائی مسلمانوں نے بالعموم اپنے مدّ نظر رکھا ہے اور زیادہ محتاط مصنفین پوری سختی کے ساتھ ان پر کاربند رہے ہیں۔ روایت کے اصول کے متعلق تو ہمیں مثالیں دینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اسلامی تحقیق کا یہ پہلو دوست و دشمن سب کے نزدیک مسلّم ہے، البتہ چونکہ بعض مغربی محققین نے جن میں سرولیم میور بھی شامل ہیں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں نے درایت کے پہلو کو مدّ نظر نہیں رکھا اور صرف روایت کے اصول کے ماتحت اپنی روایتوں کی پڑتال کرتے رہے ہیں۔ اس لیے درایت کے پہلو کے متعلق اس جگہ بعض مثالیں درج کی جاتی ہیں تا کہ ناظرین کو اس بات کا اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ یہ اعتراض کس قدر غلط اور بے بنیاد ہے۔

سب سے پہلے خود قرآن شریف اس بات کو پیش کرتا ہے کہ محض روایت پر بنیاد رکھنا ہر صورت میں کافی نہیں بلکہ کسی خبر کو صحیح سمجھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں کے متعلق اچھی طرح تحقیق کر لی جائے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا ''یعنی اگر تمہارے پاس کوئی خبر پہنچے تو یہ دیکھ لیا کرو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے۔ پھر اگر یہ راوی قابل اعتماد نہ ہو تو اچھی طرح سارے پہلوؤں پر نظر ڈال کر سوچ لیا کرو۔''

اس آیت سے گو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف روایت کی صحت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے مگر غور کرنے سے یہ بات مخفی نہیں رہتی کہ دراصل یہ آیت روایت و درایت دونوں پہلوؤں کی حامل ہے۔ چنانچہ فاسق کے لفظ میں تو روایت کے پہلو کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ دیکھ لیا کرو کہ خبر لانے والا کیسا ہے اور تبیّنوا کے لفظ میں درایت کا پہلو مدّ نظر ہے یعنی دوسری جہت سے بھی خبر کی اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو۔

پھر فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ...... لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ...... وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ''یعنی جو لوگ رسولِ خدا کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ کے خلاف بہتان لگانے میں شریک ہوئے ہیں وہ اے مسلمانو! تمہیں میں سے ایک پارٹی ہیں مگر تمہیں چاہئے تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کے متعلق نیک گمان کرتے۔ پس ایسا کیوں نہ ہوا کہ تم نے اس بہتان کو سنتے ہی یہ کہہ دیا کہ خدا تعالیٰ پاک و بے عیب ہے۔ یہ تو ایک صاف بہتان نظر آتا ہے۔''

اس آیت میں صراحت کے ساتھ درایت کے اصول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ صحابہ کو اس بات پر توبیخ کی گئی ہے کہ خواہ حضرت عائشہ پر الزام لگانے والے بظاہر مسلمان ہی تھے، مگر جب تم حضرت عائشہ کے حالات سے اچھی طرح آگاہ تھے اور تم جانتے تھے کہ وہ خدائے پاک کے رسولؐ کی بیوی اور دن رات آپ کی صُحبت میں رہنے والی ہے تو تمہیں چاہئے تھا کہ ان ساری باتوں کو دیکھتے ہوئے اس خبر کو سنتے ہی بہتان اور افتراء قرار دے کر ٹھکرا دیتے۔ گویا اس آیت میں ضمناً یہ بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک روایت کے متعلق صرف یہ دیکھ کر کہ اس کے راوی بظاہر اچھے لوگ ہیں اسے نہیں مان لینا چاہئے بلکہ خداداد عقل کے ماتحت دوسری باتیں بھی دیکھنی ضروری ہیں۔ اور اگر دوسری باتیں روایت کو مشتبہ قرار دیں تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے۔

اسی قرآنی اصل کے ماتحت حدیث میں بھی یہ تاکید آتی ہے کہ محض کسی بات کو سُن کر اسے سچا نہیں سمجھ لینا چاہئے بلکہ ہر جہت سے تحقیق کر کے معلوم کرنا چاہئے کہ حقیقت کیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ ''یعنی ایک انسان کے جھوٹا ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ وہ جو بات بھی سُنے اسے بلا تحقیق آگے روایت کرنا شروع کر دے۔''

اس حدیث میں گو روایتی تحقیق کی طرف بھی اشارہ ہے، مگر اصل مقصود درایتی تحقیق ہے جیسا کہ بِكُلِّ مَا سَمِعَ کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی محض کسی بات کا سُننا اس کے قبول کیے جانے کا باعث نہیں بننا چاہئے بلکہ دوسری جہات سے بھی غور کرنا چاہئے کہ آیا جو خبر ہمیں پہنچی ہے وہ قابل قبول ہے یا نہیں، بلکہ اس حدیث میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو شخص تحقیق کرنے کے بغیر یونہی ہر سُنی سنائی بات آگے روایت کر دیتا ہے وہ جھوٹ کی اشاعت کا ایسا ہی ذمہ دار ہے جیسا کہ جھوٹ بولنے والا شخص۔

الغرض قرآن شریف وحدیث دونوں اس اصول کو بیان کرتے ہیں کہ ہر خبر کی تصدیق کے متعلق روایت و درایت دونوں پہلو مدّ نظر رہنے چاہئیں، چنانچہ اس اصل کے ماتحت حدیث میں کثرت کے ساتھ ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ صحابہ اور ان کے بعد آنے والے مسلمان محققین نے ہمیشہ روایت کے پہلو کے ساتھ درایت کے پہلو کو بھی مدّ نظر رکھا ہے اور بسا اوقات روایتی لحاظ سے ایک روایت کے مضبوط ہونے کے باوجود درایت کی بنا پر اسے ردّ کر دیا ہے۔ مثلاً حدیث میں آتا ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنَتَوَضَّأُ مِنَ الدُّهْنِ اَنَتَوَضَّأُ مِنَ الْحَمِيْمِ ... فَقَالَ اَبُوْ عِيْسٰى وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى تَرْكِ الْوُضُوْءِ ''یعنی ایک مجلس میں ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے استعمال سے وضو ضروری ہو جاتا ہے۔ اس پر ابن عباس نے ابو ہریرہ کو ٹوک کر کہا کہ کیا پھر ہم گھی یا تیل کے استعمال کے بعد بھی وضو کیا کریں۔ اور کیا ہم گرم پانی کے استعمال کے بعد بھی وضو کیا کریں؟ یہ روایت درج کر کے ترمذی علیہ الرحمة بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے کہ آگ پر تیار کی ہوئی چیز کے استعمال سے وضو ضروری نہیں ہو جاتا۔

اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ تک کی روایت کو جن کی روایات کی تعداد سارے صحابہ سے زیادہ ہے حضرت ابن عباس نے اس عقلی دلیل سے ردّ کر دیا کہ اوّل تو محض آگ پر کسی چیز کا تیار ہونا اس بات کے کوئی جوڑ نہیں رکھتا کہ اس کے استعمال سے وضو ضروری ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ جب دین کی بنا یُسر اور آسانی پر ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ قول کس طرح منسوب ہوسکتا ہے کہ بس جس چیز کو بھی آگ چھو جائے اس سے وضو واجب ہو جاتا ہے اور اسی لیے باوجود حضرت ابو ہریرہ کی اس صریح حدیث کے اکثر ائمہ حدیث وفقہ کا یہی مذہب ہے کہ آگ والی چیز کے استعمال سے وضو واجب نہیں ہوتا۔ اور بعض دوسری حدیثوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ حضرت ابن عباس یا بعد کے ائمہ حدیث کے نزدیک ابو ہریرہ نے جو روایت بیان کی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو ہے، مگر وہ قابل عمل نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ابن عباس اور دوسرے محققین کے نزدیک اس روایت میں ابو ہریرہ کو غلط فہمی ہوئی ہے یا آپؐ کا ارشاد بعض خاص قسم کے حالات کے متعلق ہوگا جسے ابو ہریرہ نے عام سمجھ کر اُسے وسعت دے لی۔ بہر حال باوجود اس کے کہ اصولِ روایت کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح قرار پاتی ہے، مسلمان محققین نے درایت کی بنا پر اسے صحیح تسلیم نہیں کیا۔ اور جب ابو ہریرہ جیسے کُہنہ مشق راوی کی روایت درایت کی جرح سے محفوظ نہیں سمجھی گئی تو میور صاحب کے اس قول کی حقیقت ظاہر ہے کہ مسلمان صرف روایتی پہلو کو دیکھ کر ہر بات کو صحیح مان لیا کرتے تھے اور درایت کو کام میں نہیں لاتے تھے۔

پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے: عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ فَحَدَّثَ الشَّعْبِيُّ عَنْ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم لَمْ يَجْعَلْ لَهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً فَاَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَحَصَبَهُ بِهٖ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا وَقَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَا نَدْرِيْ حَفِظَتْ اَوْ نَسِيَتْ ''یعنی ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں ایک مجلس میں اسود بن یزید کے ساتھ بیٹھا تھا کہ شعبی نے یہ روایت بیان کی کہ فاطمہ بنت قیس صحابیہ بیان کرتی ہے کہ جب اس کے خاوند نے اُسے طلاق دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکان اور خرچ نہیں دلایا۔ اس پر اسود نے ایک کنکروں کی مُٹھی اُٹھا کر شعبی کو ماری اور کہا کیا تم یہ حدیث بیان کرتے ہو؟ حالانکہ حضرت عمرؓ کے سامنے جب یہ حدیث بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے بیان پر قرآن اور سنت رسول کو نہیں چھوڑ سکتے کیونکہ نہیں معلوم کہ اصل بات کیا تھی اور اس نے کیا سمجھا، یا اصل بات کیا تھی اور اسے کیا یاد رہا۔''

اس حدیث میں گویا حضرت عمرؓ خلیفہ ثانی ایک صحابیہ کی روایت کو اس بنا پر ردّ کرتے ہیں کہ وہ ان کی رائے میں قرآنی تعلیم اور سُنت رسولؐ کے خلاف ہے اور اس کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہوگا اُسے یا تو وہ سمجھی نہیں ہوگی یا بعد میں بھول گئی ہوگی۔ بہر حال حضرت عمرؓ نے درایت کی بنا پر ایک روایتی لحاظ سے صحیح حدیث کو ردّ کر دیا اور جمہور اسلام کا یہی فتویٰ ہے کہ فاطمہ کی روایت غلط تھی اور حضرت عمرؓ کا خیال درست ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے: عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ مَحْمُوْدٌ فَحَدَّثْتُهَا قَوْمًا فِيْهِمْ اَبُوْ اَيُّوْبَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَرَهَا عَلَيَّ اَبُوْ اَيُّوْبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قُلْتَ قَطُّ ''یعنی محمود بن الربیع روایت کرتے ہیں کہ میں نے عتبان بن مالک سے یہ سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر دوزخ کی آگ حرام کر دی ہوئی ہے جو سچی نیت سے خدا کی رضا کی خاطر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرتا ہے، لیکن جب میں نے یہ روایت ایک ایسی مجلس میں بیان کی جس میں ابو ایوب انصاری صحابی بھی موجود تھے تو ابو ایوب نے اس روایت سے انکار کیا اور کہا خدا کی قسم! میں ہرگز نہیں خیال کر سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہو۔''

اس حدیث میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے ایک ایسی حدیث کو جو اصول روایت کے لحاظ سے صحیح تھی اپنی درایت کی بنا پر قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور گو یہ ممکن ہے کہ حضرت ابو ایوبؓ کا استدلال دُرست نہ ہو مگر بہر حال یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ صحابہ یونہی کورانہ طور پر ہر روایت کو قبول نہیں کر لیتے تھے، بلکہ درایت و روایت ہر دو کے اصول کے ماتحت پوری تحقیق کر لینے کے بعد قبول کرتے تھے۔

پھر ایک اور حدیث میں آتا ہے: ''قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ قَالَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى'' ''یعنی ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ روایت بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میّت پر رونے سے میّت پر عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد میں نے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے بیان کی تو فرمانے لگیں۔ اللہ تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(358) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ چوہدری حاکم علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب اپریل 1905ء میں بڑا زلزلہ آیا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے باغ میں تشریف لیجا کر ڈیرہ لگا لیا تھا اور اَور بھی اکثر دوست باغ میں چلے گئے تھے ان دنوں میں مَیں بھی اپنے اہل وعیال سمیت قادیان آیا ہوا تھا ۔حضرت صاحب باغ میں تشریف لے گئے تو اس کے بعد قادیان میں طاعون پھیل گیا ۔میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور یہاں باغ میں تشریف رکھتے ہیں اور اکثر دوست بھی یہیں آگئے ہیں اور سب نے یہاں کسی نہ کسی طرح اپنی رہائش کا انتظام کرلیا ہے مگر میرے پاس یہاں نہ کوئی خیمہ ہے اور نہ ہی کوئی ایسا زائد کپڑا ہے جس کے ساتھ چھپر وغیرہ تان سکوں اور نہ کوئی اور انتظام کی صورت ہے ۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم تو یہاں زلزلہ کی وجہ سے آئے تھے ۔لیکن اب قصبہ میں طاعون پھیلا ہوا ہے اور چونکہ ہم کو اللہ تعالیٰ اس حالت سے قبل یہاں لے آیا تھا اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کسی وجہ سے منشاء ہے کہ ہم فی الحال یہیں پر قیام کریں ورنہ ہمیں اور کوئی خیال نہیں ہے۔آپ شہر میں ہمارے مکان میں چلیں جائیں۔اس سے زیادہ محفوظ جگہ اور کوئی نہیں ۔چنانچہ میں حضور کے مکان میں آگیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شریعت کا ایک حکم ہے کہ جس جگہ طاعون یا کوئی اور اسی قسم کی وبائی بیماری پھیلی ہوئی ہو وہاں نہیں جانا چاہیے اور نہ ایسی جگہ کے باشندوں کو وہاں سے نکل کر کسی دوسری بستی میں جانا چاہیے کیونکہ اس طرح وبا کے زیادہ پھیل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ جس جگہ طاعون کا زور ہو وہاں سے نکل کر ارد گرد کے کھلے میدانوں میں بھی جا کر ڈیرہ لگانا منع ہے ۔کیونکہ جس طرح طاعون زدہ علاقے سے نکل کر کسی دوسری آبادی میں جانا مرض کے پھیلانے کا موجب ہوسکتا ہے اس طرح کھلے میدانوں میں جا کر ڈیرے لگانا نہیں ہوسکتا بلکہ ایسا کرنا تو سراسر مفید ہے اور اس سے مرض کو بہت حد تک روکا جاسکتا ہے چنانچہ جہاں شریعت نے وبا زدہ علاقہ سے نکل کر دوسری آبادی میں جانے کو روکا ہے وہا ں ارد گرد کے کُھلے میدانوں میں پھیل جانے کو مستحسن قرار دیا ہے اور اس کی سفارش کی ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خاص استثنائی معاملہ تھا اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اطلاع دی تھی کہ تیری چار دیواری (جسمانی اور روحانی) کے اندر کوئی شخص طاعون سے نہیں مرے گا کیونکہ ایسے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت میں ہونگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ قادیان میں کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں طاعون آیا اور بعض اوقات ایک حد تک بیماری کا زور بھی ہوا۔مگر آپ کے مکان میں کسی شخص کا اس وبا سے مرنا تو درکنار کبھی کوئی چوہا بھی اس بیماری سے نہیں مرا حالانکہ آپ کے مکان کے چاروں طرف طاعون کا اثر پہنچا اور بالکل ساتھ والے متصل مکانات میں بھی طاعون کے کیس ہوئے مگر آپ کا مکان خدا کے فضل اور اسکے وعدہ کے مطابق بالکل محفوظ رہا۔اسی طرح گو آپ کے روحانی مکان کی چار دیواری کی اصل تعیین کا علم صرف خدا کو ہے اور صرف بیعت اور ظاہری حالت سے اسکے متعلق کوئی یقینی قیاس نہیں ہوسکتا لیکن آپ کے مخلص اور یک رنگ خادم بالعموم اس بیماری کے اثر سے نمایاں طور پر محفوظ رہے اور خدائی وعدہ کے مطابق طاعون کی بیماری ایک خارق عادت طور پر سلسلہ احمدیہ کی اشاعت اور ترقی کا موجب ہوئی۔ چنانچہ اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کیساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی ہے ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ نہ طاعون کے دور دورہ سے قبل اور نہ اس کے بعد۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچے تھے۔اور یہ سب کچھ اس خدائی پیش گوئی کے مطابق ظہور میں آیا جو پیش از وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے شائع کی گئی تھی۔

(359) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ حافظ روشن علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی دینی ضرورت کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مولوی نور الدین صاحب کو یہ لکھا کہ آپ یہ اعلان فرماویں کہ میں حنفی المذہب ہوں حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت مولوی صاحب عقیدتاً اہل حدیث تھے۔ حضرت مولوی صاحب نے اسکے جواب میں حضرت صاحب کی خدمت میں ایک کارڈ ارسال کیا جس میں لکھا ؎

به مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
که سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اور اسکے نیچے ''نور الدین حنفی'' کے الفاظ لکھ دیئے۔ اسکے بعد جب مولوی صاحب حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب حنفی مذہب کا اصول کیا ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اصول یہ ہے کہ قرآن شریف سب سے مقدم ہے اگر اس کے اندر کوئی مسئلہ نہ ملے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل وقول کو دیکھنا چاہیے جس کا حدیث سے پتا لگتا ہے اور اس کے بعد اجماع اور قیاس سے فیصلہ کرنا چاہیے ۔حضرت صاحب نے فرمایا تو پھر مولوی صاحب آپ کا کیا مذہب ہے؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا بھی یہی مذہب ہے۔ اس پر حضرت صاحب نے اپنی جیب سے مولوی صاحب کا وہ کارڈ نکالا اور ان کی طرف پھینک کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ پھر اس کا کیا مطلب ہے؟ مولوی صاحب شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے جو شعر لکھا تھا اس کا یہ مطلب تھا کہ اگرچہ میں اپنی رائے میں تو اہل حدیث ہوں۔ لیکن چونکہ میرا پیر طریقت کہتا ہے کہ اپنے آپ کو حنفی کہو اس لئے میں اس کی رائے پر اپنی رائے کو قربان کرتا ہوا اپنے آپ کو حنفی کہتا ہوں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ احمدیت کے چرچے سے قبل ہندوستان میں اہل حدیث کا بڑا چرچا تھا اور حنفیوں اور اہل حدیث کے درمیان (جن کو عموماً لوگ وہابی کہتے ہیں) بڑی مخالفت تھی اور آپس میں مناظرے اور مباحثے ہوتے رہتے تھے اور یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے گویا جانی دشمن ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کے خلاف فتویٰ بازی کا میدان گرم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گو دراصل دعویٰ سے قبل بھی کسی گروہ سے اس قسم کا تعلق نہیں رکھتے تھے جس سے تعصب یا جتھہ بندی کا رنگ ظاہر ہو لیکن اصولاً آپ ہمیشہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر فرماتے تھے اور آپ نے اپنے لئے کسی زمانہ میں بھی اہل حدیث کا نام پسند نہیں فرمایا۔ حالانکہ اگر عقائد و تعامل کے لحاظ سے دیکھیں تو آپ کا طریق حنفیوں کی نسبت اہل حدیث سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔

(360) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور الگ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ جب وہ آپ سے ملا تو باتوں باتوں میں اس نے کئی دفعہ یہ کہا کہ میں حنفی ہوں اور تقلید کو اچھا سمجھتا ہوں وغیرہ ذالک۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ہم کوئی حنفیوں کے خلاف تو نہیں ہیں کہ آپ بار بار اپنے حنفی ہونے کا اظہار کرتے ہیں ۔ میں تو ان چار اماموں کو مسلمانوں کیلئے بطور ایک چار دیواری کے سمجھتا ہوں جس کی وجہ سے وہ منتشر اور پراگندہ ہونے سے بچ گئے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اس بات کی اہلیت نہیں رکھتا کہ دینی امور میں اجتہاد کرے۔ پس اگر یہ ائمہ نہ ہوتے تو ہر اہل و نااہل آزادانہ طور پر اپنا طریق اختیار کرتا۔ اور امت محمدیہ میں ایک اختلاف عظیم کی صورت قائم ہوجاتی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان چار اماموں نے جو اپنے علم و معرفت اور تقویٰ و طہارت کی وجہ سے اجتہاد کی اہلیت رکھتے تھے ۔ مسلمانوں کو پراگندہ ہوجانے سے محفوظ رکھا۔ پس یہ امام مسلمانوں کیلئے بطور ایک چار دیواری کے رہے ہیں اور ہم ان کی قدر کرتے اور ان کی بزرگی اور احسان کے معترف ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو سارے اماموں کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے مگر امام ابو حنیفہ کو خصوصیت کے ساتھ علم و معرفت میں بڑھا ہوا سمجھتے تھے اور ان کی قوت استدلال کی بہت تعریف فرماتے تھے۔

(361) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سختی کے ساتھ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتے تھے کہ باوجود سورۃ فاتحہ کو ضروری سمجھنے کے میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور میں ان کی نمازو ں کو ضائع شدہ نہیں سمجھ سکتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حنفیوں کا عقیدہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو خاموش کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کو سننا چاہیے اور خود کچھ نہیں پڑھنا چاہیے۔ اور اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ مقتدی کیلئے امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور حضرت صاحب اس مسئلہ میں اہل حدیث کے مؤید تھے مگر باوجود اس عقیدہ کے آپ غالی اہل حدیث کی طرح یہ نہیں فرماتے تھے کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(364) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دائی کو بلا کر اس سے شہادت لی تھی کہ آپ کی ولادت توام ہوئی تھی اور یہ کہ جو لڑکی آپ کے ساتھ پیدا ہوئی تھی وہ پہلے پیدا ہوئی تھی اور اسکے بعد آپ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس کے تحریری بیان پر اسکے انگوٹھے کا نشان بھی ثبت کروایا تھا اور بعض دوسری بوڑھی عورتوں کی شہادت بھی درج کروائی تھی ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تحفہ گولڑویہ میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت جمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔

(365) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم بھیروی کی زبانی سُنا ہے کہ ایک دفعہ کوئی انگریزی خوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ عربی زبان میں مفہوم کے ادا کرنے کیلئے انگریزی کی نسبت زیادہ طول اختیار کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اچھا آپ انگریزی میں ''آب من'' کے مفہوم کو کس طرح ادا کریں گے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کیلئے ''مائی واٹر'' کے الفاظ ہیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ عربی میں صرف ''مائی'' کہنا کافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ صرف ایک وقتی جواب بطور لطیفے کا تھا۔ ورنہ یہ نہیں کہ حضرت صاحب کے نزدیک صرف یہ دلیل اس مسئلہ کے حل کیلئے کافی تھی۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت خاتم النّبیینؐ از صفحہ 8

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا بلکہ یہ کہا تھا کہ ایک کافر کے مرنے کے بعد اگر اس کے ورثاء اس پر روئیں تو اس وجہ سے اس کا عذاب اور زیادہ ہوجاتا ہے۔ (کیونکہ جب وہ زندہ تھا تو اس کے اس فعل میں ان کا مؤید ہوا کرتا تھا) اور پھر حضرت عائشہؓ کہنے لگیں کہ ہمیں قرآن کا یہ قول کافی ہے کہ کوئی نفس دوسرے نفس کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتا۔''

اس حدیث سے بھی درایت کے پہلو کا استعمال نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے یعنی حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر انسان کی روایت کو صرف ایک بالمقابل روایت بیان کردینے سے ہی ردّ نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی اپنے خیال میں اس کے غلط ہونے کی قرآن شریف سے ایک دلیل بھی دی۔ ہمیں اس جگہ اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آیا حضرت عائشہ کا خیال درست تھا یا کہ حضرت عمرؓ کا۔ صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ الزام باکل غلط ہے کہ مسلمان محققین صرف ایک روایت کو سُن کر اسے قبول کر لیتے تھے۔ کیونکہ حق یہ ہے کہ وہ پوری طرح درایت کو کام میں لاتے اور ہر چیز کو اپنی عقل خدا داد کے ساتھ تول کر پھر قبول کرتے تھے اور اس بنا پر بعض اکابر صحابہ تک میں باہم اختلاف ہوجاتا تھا۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 12 تا 17، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

اپنے نمونے ایسے بنائیں کہ مذاق اڑانے والے خود بخود خاموش ہو جائیں، وہ دیکھیں کہ ہم مذاق اڑاتے ہیں لیکن یہ لوگ تو حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں بتاتے ہیں

ہر مربی اور مبلغ جب میدان عمل میں جاتا ہے تو اس کو چاہئے کہ یہ عہد کرے کہ آج کے بعد سے میں نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑنی

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔(ادارہ)

(قسط:4)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بعض احادیث جن میں مردوں کیلئے لوہے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت آئی تھی پیش کر کے اس مسئلہ کے بارے میں حضور انور سے رہنمائی چاہی، اور اس ضمن میں نوجوان لڑکوں کے فیشن کے طور پر ہاتھوں میں کڑے وغیرہ پہننے کا بھی ذکر کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14/دسمبر 2016ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: میں نے اس بارے میں تحقیق کروائی ہے۔ آپ کی ارسال کردہ احادیث سنن ابی داؤد میں بیان ہوئی ہیں۔ جبکہ صحیح بخاری میں بعض ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ وہ لوہے کی انگوٹھی حق مہر کے طور پر دے کر عورت سے نکاح کرلے۔ اسی طرح سنن ابی داؤد میں یہ احادیث بھی موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی لپٹی ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا احادیث کی تشریح میں علمائے احادیث نے یہ بھی لکھا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کی کراہت والی حدیث ضعیف ہے، نیز یہ کہ اگر لوہے کی انگوٹھی پہننا حرام ہوتا تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرد کیلئے سونا پہننا منع فرمایا ہے، اسی طرح لوہے کے پہننے کی بھی واضح طور پر ممانعت بیان فرماتے۔

البتہ نوجوان لڑکوں کا ہاتھوں میں کڑے وغیرہ پہننا تو ویسے ہی ناپسندیدہ فعل ہے اس لیے آپ نے جو اس بارے میں لڑکوں کو توجہ دلائی ہے بہت اچھا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

سوال: ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ عیدین کے مواقع پر بعض لوگ مساجد میں آکر عید سے پہلے یا بعد میں نوافل ادا کرتے ہیں۔ اس بارے میں رہنمائی کی درخواست ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14/اکتوبر 2017ء میں ان مربی صاحب کو جو جواب اور اس مسئلہ کے بارے میں انتظامیہ کو جو ہدایت عطا فرمائی وہ حسب ذیل ہے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: نماز عید سے پہلے نوافل کی ادائیگی منع ہے جیسا کہ احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے، لیکن بعد میں اگر وقت ممنوعہ شروع نہ ہوا ہو تو گھر جا کر نوافل پڑھے جا سکتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے جنرل سیکرٹری صاحب کو بھی ہدایت کر دی ہے کہ جو لوگ عید والے دن نماز عید سے قبل مساجد میں آکر نوافل ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں انہیں اس کی ممانعت کی بابت توجہ دلانے کیلئے نماز عید سے قبل مساجد میں باقاعدہ اعلان کروایا کریں۔

سوال: ایک دوست نے عیدین کی نماز کے واجب ہونے نیز عید کی نماز میں امام کے کسی رکعت میں تکبیرات بھول جانے اور اس کے تدارک میں سجدہ سہو کرنے کے بارے میں حضور انور کی خدمت اقدس میں رہ نمائی فرمانے کی درخواست کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب 21/نومبر 2017ء میں اس سوال کا جو جواب عطا فرمایا، وہ حسب ذیل ہے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: عیدین کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی خواتین جن پر ان کے خاص ایام ہونے کی وجہ سے نماز فرض نہیں، انہیں بھی عید گاہ میں آکر مسلمانوں کی دعا میں شامل ہونے کا پابند فرمایا ہے اور جہاں تک امام کے تکبیرات بھول جانے کا سوال ہے تو ایسی صورت میں مقتدی اسے یاد کروا دیں، لیکن مقتدیوں کے یاد کروانے کے باوجود اگر امام کچھ تکبیرات نہ کہہ سکے تو مقتدی امام کی ہی اتباع کرتے ہوئے عید کی نماز ادا کریں۔ تکبیرات بھولنے کے نتیجہ میں امام کو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: حکومتی بینکوں میں رقم جمع کروانے اور اس رقم پر ملنے والے منافع کو ذاتی استعمال میں لانے کے بارے میں محترم ناظم صاحب دارالافتاء ربوہ کے ایک استفسار پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 12/نومبر 2017ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اس مسئلہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں جو فیصلہ ہوا تھا، میرا موقف بھی اسی کے مطابق ہے۔

(نوٹ از ناقل: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت میں اس مسئلہ پر ہونے والا فیصلہ درج ذیل ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی طرف سے اس مسئلہ پر درج ذیل سفارشات حضورؒ کی خدمت اقدس میں پیش کی گئیں:

صدر انجمن احمدیہ بینکوں میں جمع شدہ رقوم پر کسی قسم کا سود نہیں لے رہی۔ اور نہ ہی P.F کی رقم ایسے بینکوں میں جمع کرائی جارہی ہے، جن کا کاروبار یا ذریعہ آمدنی سود پر مبنی ہو۔ بلکہ حکومت کی قومی بچت کی سکیموں کے تحت قومی ادارہ میں لگائی گئی ہیں۔ یہ ادارہ اپنے سرمایہ کو قومی رفاہی کاموں میں لگاتا ہے (نہ کہ سودی کاروبار پر) اسکے نتیجہ میں معیشت میں ترقی ہوتی ہے اور روزگار کے زیادہ مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ جو حکومت کے Revenue میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ اس طرح حکومت اپنے Depositor کو بھی اپنے منافع میں شریک کر لیتی ہے، جسے حکومت منافع کا نام دیتی ہے۔ جب Depositor کو اپنی رقوم کی ضرورت ہوتی ہے، وہ رقم واپس بھی لے لیتا ہے۔

بینک اور قومی بچت سکیموں کے اس فرق کی بنا پر ہی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس قومی ادارہ میں P.F کی رقم لگائی گئی ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے بلال فنڈ اور تزکیہ اموال فنڈ کی رقوم بچت سکیموں میں لگائی گئی ہیں۔

مفتی سلسلہ احمدیہ (حضرت ملک سیف الرحمٰنؒ) کے نزدیک بھی حکومت نے جو بچت کی سکیمیں جاری کی ہوئی ہیں ان میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ انہوں نے تحریر کیا ہے:

"اگر کوئی چاہے تو حکومت نے بچت کی جو اسکیمیں جاری کی ہوئی ہیں ان میں حصہ لے سکتا ہے اور ان میں جو منافع ملتا ہے اسے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔"

علاوہ ازیں پاکستان میں اس وقت کوئی متبادل نظام یا محفوظ ادارے موجود نہیں۔ جن میں اطمینان کے ساتھ سرمایہ لگایا جا سکے۔ جہاں سرمایہ محفوظ ہو، نفع بخش ہو یا نفع بخش نہیں تو کم از کم وقت گزرنے کے ساتھ روپیہ کی قیمت میں آنے والی کمی سے سرمایہ متاثر نہ ہو۔ (اس لئے بینکوں میں روپیہ جمع کرانے کی بجائے جہاں روپیہ ہی کے لین دین کا واضح سودی کاروبار ہوتا ہے، ان سکیموں میں روپیہ لگایا گیا ہے، جن میں سرمایہ کو رفاہی تعمیری کاموں پہ خرچ کرنے کی وجہ سے حکومت سود سے پاک قرار دیتی ہے۔ یا کم از کم وہ بینکوں کی نسبت یقینی سودی کاروبار نہیں کرتیں)

ایک ممکنہ شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جماعت اپنے سرمایہ سے خود ایسے کاروباری منصوبے جاری کرے جو یقینی طور پر سود کی آلائش سے پاک ہوں۔ مگر ملک کی موجودہ فضا جس میں سے جماعت گزر رہی ہے، ایسی سرمایہ کاری کیلئے سر دست موافق نہیں۔

اس طرح گویا قومی بچت سکیموں میں سرمایہ کاری ایک اضطرار کا رنگ رکھتی ہے۔ جس کے برعکس کوئی متبادل نظام سرمایہ کاری کا ملک میں موجود نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی ان سفارشات کو 13/اگست 1987ء کو منظور کرتے ہوئے تحریر فرمایا: "ٹھیک ہے")

سوال: ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لونڈیوں کے بارے میں تفسیر کبیر میں بیان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا موقف تحریر کر کے اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالنے کی درخواست کی نیز لجنہ اماء اللہ پاکستان کی علمی ریلی کے موقع پر دکھائی جانے والی ایک دستاویزی فلم میں ایک ڈیڑھ منٹ تک میوزک بجنے کی شکایت بھی کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان امور کا اپنے مکتوب مؤرخہ 21/فروری 2018ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: لونڈیوں سے نکاح کی بابت آپ کا موقف تفسیر کبیر میں بیان حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ تفسیر کے مطابق بالکل درست ہے۔ اور یہی موقف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا بھی تھا کہ لونڈیوں سے نکاح ضروری ہے۔

قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میرا بھی یہی موقف ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جبکہ دشمن اسلام مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلموں کا نشانہ بناتے تھے اور اگر کسی غریب مظلوم مسلمان کی عورت ان کے ہاتھ آجاتی تو وہ اسے لونڈی کے طور پر اپنی عورتوں میں داخل کر لیتے تھے۔ چنانچہ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کی قرآنی تعلیم کے مطابق ایسی عورتیں جو اسلام پر حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کیلئے آتی تھیں اور اُس زمانہ کے رواج کے مطابق جنگ میں بطور لونڈی کے قید کر لی جاتی تھیں اور پھر دشمن کی یہ عورتیں جب تاوان کی ادائیگی یا مکاتبت کے طریق کو اختیار کر کے آزادی بھی حاصل نہیں کرتی تھیں تو ایسی عورتوں سے نکاح کے بعد ہی ازدواجی تعلقات قائم ہوسکتے تھے۔ لیکن اس نکاح کیلئے اس لونڈی کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی تھی۔ اسی طرح ایسی لونڈی سے نکاح کے نتیجہ میں مرد کیلئے چار شادیوں تک کی اجازت پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا یعنی ایک مرد چار شادیوں کے بعد بھی مذکورہ قسم کی لونڈی سے نکاح کر سکتا تھا۔ لیکن اگر اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو وہ ام الولد کے طور پر آزاد ہو جاتی تھی۔

دوسرا نکتۂ نظر جس کے مطابق مسلمانوں پر حملہ کرنے والے دشمن کے لشکر میں شامل ایسی عورتیں جب اُس زمانہ کے رواج کے مطابق مسلمانوں کے قبضہ میں بطور لونڈی کے آتی تھیں تو ان سے ازدواجی

تعلقات کیلئے رسماً کسی نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، بھی غلط نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بعض اور مواقع پر ایسی لونڈیوں کے بارے میں جواب دیتے ہوئے اس مؤقف کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض مجالس عرفان میں اور درس القرآن میں لونڈیوں کے مسئلہ کی تفسیر کرتے ہوئے اسی مؤقف کو بیان فرمایا ہے کہ ان لونڈیوں سے ازدواجی تعلق استوار کرنے کیلئے رسماً کسی نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

یہاں پر میں اس امر کو بھی بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے ایسے امور کی تفسیر جن کا ازمنۂ ماضی سے تعلق ہو، ان میں خلفاء کی آراء کا مختلف ہونا کوئی قابل اعتراض بات نہیں بلکہ یہ ہر خلیفہ کا اپنا اپنا فہم قرآن ہے اور خلفاء کا آپس میں ایسا اختلاف جائز ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا کہ میرا مؤقف اس معاملہ پر یہی ہے کہ دشمن کی ایسی عورتوں سے ازدواجی تعلق کیلئے نکاح کی ضرورت ہوتی تھی اور میرے اس دور میں یہی جماعتی مؤقف متصور ہوگا لیکن ہوسکتا ہے کہ آنے والا خلیفہ میرے اس مؤقف سے اختلاف کرے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو اُس وقت وہی جماعتی مؤقف متصور ہوگا جو اُس وقت کے خلیفہ کا ہوگا۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اس زمانہ میں کہیں کوئی ایسی جنگ نہیں ہو رہی جو اسلام کو مٹانے کیلئے لڑی جا رہی ہو اور اس میں مسلمان عورتوں سے ایسا سلوک کیا جا رہا ہو کہ انہیں لونڈیاں بنایا جا رہا ہو اس لیے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کیلئے بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

آپ نے اپنے خط میں دوسری شکایت یہ لکھی ہے کہ لجنہ اماء اللہ کی علمی ریلی کے موقع پر ایک دستاویزی فلم کے شروع میں ایک ڈیڑھ منٹ کا میوزک چلایا گیا۔

جیسا کہ آپ نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک دستاویزی فلم تھی۔ چونکہ یہ دستاویزی فلم تھی جو ہم نے تیار نہیں کی بلکہ اس فلم کو بنانے والے نے اس میں میوزک شامل کیا تھا، ہم اسے کیسے اس فلم میں سے کاٹ سکتے ہیں، لہٰذا اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ دراصل یہ حدیث میں بیان حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق دجال کا وہ دھواں ہے جس سے بچنا ناممکن ہے۔

جہاں تک ہمارے اپنے تیار کردہ پروگراموں یا ہمارے ایم ٹی اے کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے بھی اور ہمارے تیار کردہ تمام پروگرام بھی میوزک سے بکلی پاک ہوتے ہیں اور ان میں ایسی کوئی غیر شرعی بات نہیں ہوتی۔ اور یہ وہ نمونہ ہے جسے دین حق کے طور پر پیش کیا جانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی اسلامی نمونہ ایم.ٹی.اے کے تمام پروگراموں میں ہر جگہ پیش کیا جاتا ہے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کی 31/اکتوبر 2020ء کو ہونے والی Virtual ملاقات میں ایک طالب علم نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں استہزا کرتے ہیں، ہماری طرف سے ان کا جواب کس طرح ہونا چاہئے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خود فرما دیا کہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ۔ جو لوگ تیری اہانت کرتے ہیں، میں ان کی اہانت کروں گا۔ چاہے وہ ان کو اس دنیا میں ذلیل کرے یا مرنے کے بعد وہ ذلیل ہوں۔ یا ان کی اولادیں ذلیل ہوں۔ جو تو جان بوجھ کے مذاق کرتے ہیں، ان کو تو اللہ تعالیٰ آپ ہی نپٹے گا۔ لیکن ہماری Response اس میں یہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ تم نے صبر سے کام لینا ہے۔ اور کسی سخت آدمی کا جواب سختی سے نہیں دینا۔ تم نے لڑائی نہیں کرنی۔ بے شک میری محبت تم پہ بڑی غالب ہے لیکن تم نے لڑائی نہیں کرنی۔ دیکھو! آجکل ہمیں سب سے زیادہ پیارے تو آنحضرت ﷺ ہیں ناں؟ مسیح موعود علیہ السلام سے بھی زیادہ ہمیں پیارے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اور آجکل دیکھو فرانس میں اور بعض یورپین ملکوں میں ان کے خاکے بنا کے مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اس پہ ہماری Response کیا ہے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ پہ زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔ اور جب ہم رسول کریم ﷺ پہ درود بھیجتے ہیں تو آل محمد پہ درود بھیجتے ہیں۔ آل محمد بھی اس میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کی سب سے بڑی آل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ آپ وہ ہیں جو ان کے سب سے زیادہ آل میں شمار ہو سکتے ہیں۔ اس لیے ہمارا کام یہ ہے کہ جب لوگ مذاق اڑاتے ہیں تو ہم درود پڑھیں۔ پہلی بات تو یہ ہے۔ چاہے وہ رسول کریم ﷺ کا مذاق ہو یا آپ کے غلام مسیح موعود کا ہو۔ ہمیں چاہیے کہ درود پڑھا کریں۔

نمبر دو یہ کہ اپنے نمونے ایسے بنائیں کہ مذاق اڑانے والے خود بخود خاموش ہو جائیں۔ وہ دیکھیں کہ ہم مذاق اڑاتے ہیں لیکن یہ لوگ تو حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں بتاتے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جو پیار اور محبت کو پھیلاتے ہیں۔ ہم ان سے نفرت کی بات کرتے، یہ ہمارے سے پیار کی بات کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں بھی یہی لکھا ہے کہ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ تم اگر صحیح طرح اخلاق سے پیش آؤ گے تو وہ جو تمہارے دشمن ہیں وہ تمہارے جاں نثار دوست بن جائیں گے۔ اس لیے ہماری Response یہی ہے کہ ہم خاموشی سے اپنے عمل ٹھیک کریں، اپنی حالتوں کو بہتر کریں، اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی حالتوں کو بہتر کرا اور اگر اللہ کے نزدیک ان لوگوں کی حالت بہتر نہیں ہونی تو پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں سے نجات دے اور ان کے منہ بند کر دے تاکہ یہ ہمارے پیاروں کا مذاق نہ اڑائیں۔ نہ مسیح موعود کا اور اس سے بڑھ کر نہ رسول پاک ﷺ کا مذاق اڑائیں۔ اور ہم خوشیاں دیکھنے والے ہوں۔ اس دنیا میں جب رسول پاک ﷺ کی عزت قائم ہوتی ہے تو ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ جب مسیح موعود علیہ السلام جو رسول پاک ﷺ کے غلام ہیں، ان کی عزت قائم ہوتی ہے تو ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ تو ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ ہم ان لوگوں کی عزت کو قائم ہوتا دیکھیں تاکہ ہمیں خوشی پہنچے۔ اللہ سے مانگنا ہے۔ ہم نے خود نہ ڈنڈا پکڑنا ہے، نہ رائفل پکڑنی ہے، نہ توپ پکڑنی ہے اور نہ چھرا پکڑنا ہے۔ کچھ نہیں کرنا۔ ہم نے اللہ کے آگے جھکنا ہے۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنا ہے اور درود شریف زیادہ سے زیادہ پڑھنا ہے۔

سوال: اسی ملاقات مؤرخہ 31/اکتوبر 2020ء میں ایک طالب علم نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ہم ان شاء اللہ میدان عمل میں جار ہے ہیں۔ وہاں پہنچ کر ایک مربی کا سب سے پہلا کام کیا ہونا چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب عطا فرماتے ہوئے فرمایا:

جواب: وہاں پہنچ کے پہلے تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جگہ جہاں میری پوسٹنگ ہوئی ہے، مجھے صحیح طور پر ایمانداری سے، اخلاص سے، وفا سے کام کرنے کی توفیق دے۔ ٹھیک ہے! دعا کریں۔ اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بڑھائیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے کام دعاؤں سے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہر مربی اور مبلغ جب میدان عمل میں جاتا ہے تو اس کو چاہیے کہ یہ عہد کرے کہ آج کے بعد سے میں نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑنی، باقاعدہ پڑھوں گا۔ آپ کے بہت سارے مبلغین فوت ہوتے ہیں، ان کی تاریخ میں بیان کرتا ہوں، تو میں کہتا ہوں کہ وہ تہجد باقاعدہ پڑھنے والے تھے۔ ہر مربی کو کم از کم ایک گھنٹہ روزانہ تہجد پڑھنی چاہیے۔ اس میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت ڈالے۔ پھر پانچ نمازیں جو ہیں، جو آپ کا سینٹر ہے یا مسجد ہے اس میں اگر آپ وہاں موجود ہیں تو مسجد میں جائیں اور پانچ نمازیں باقاعدگی سے باجماعت ادا کروائیں۔ پھر ہر احمدی جو ہے اس سے اپنا ذاتی تعلق پیدا کریں۔ اگر احمدیوں میں آپس میں رنجشیں ہیں، ناراضگی ہے، کسی کی ناراضگی جو دوسرے کے ساتھ ہے، اس کو آپ نے دور کرنا ہے۔ لوگوں کو سمجھائیں کہ ہم مومن ہیں اور مومن بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ وہاں صلح اور صفائی سے ہر ایک احمدی کو رہنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور کسی قسم کی ناراضگی اگر ہے تو اس کو دور کر دیں۔ ہر ایک سے ذاتی تعلق ہو اور لوگ جو ہیں وہ آپ سے ذاتی تعلق رکھنے والے ہوں، آپ سے پیار کرنے والے ہوں اور آپ لوگوں سے پیار کرنے والے ہوں۔ اس طرح جب آپ کوئی بات ان کو کہیں تو وہ آپ کی بات مانیں۔ اسی طرح خلیفۂ وقت سے باقاعدہ تعلق رکھیں۔ اپنی ماہانہ رپورٹ جو بھیجتے ہیں، اس کے علاوہ ایک مہینہ میں ایک ذاتی خط مجھے لکھا کریں تاکہ پتہ لگے کہ مربی صاحب کیسا کام کر رہے ہیں۔ اور لوگوں میں بھی یہ چیز پیدا کریں کہ انہوں نے خلیفۂ وقت سے تعلق رکھنا ہے۔ جب سے انڈونیشین ڈیسک یہاں قائم ہوا ہے، کافی تعداد میں لوگ مجھے خط لکھتے ہیں، جو ترجمہ ہو کر آجاتے ہیں۔ تو لوگوں کو توجہ دلایا کریں کہ وہ بھی خلافت سے تعلق رکھیں اور باقاعدگی سے ہر ہفتہ جو جمعہ کا خطبہ ہے وہ سنا کریں اور اس میں جو نصیحت کی بات ہوتی ہے، عمل کرنے والی باتیں ہوتی ہیں، ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ سب سے پہلے مربی صاحب خود اور پھر لوگ۔ ٹھیک ہے!

(ظہیر احمد خان، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18/دسمبر 2020)

......☆......☆......☆......

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

بقیہ رپورٹ ورچوئل ملاقات بلجیم از صفحہ 12

بیعتوں کی تعداد کے متعلق دریافت فرمایا اور رہ نمائی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اپنے ملک میں معاشرے کے مختلف طبقات، مذہبی تنظیموں سیاستدانوں اور میڈیا ہاؤسز وغیرہ کے ساتھ وسیع پیمانے پر اپنے تعلقات بڑھائیں تاکہ نہ صرف اسلام کا حقیقی پیغام اُن تک پہنچے بلکہ اسلام کی تعلیم سے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کی جارہی ہیں اُن کو دور کیا جاسکے۔

سیکرٹری صاحب سمعی بصری کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اپنے شعبہ کو بین الاقوامی معیار کے مطابق equipped کرکے ایم ٹی اے کیلئے معیاری پروگرام تیار کرکے بھیجیں۔ اسی طرح خاکسار (سیکرٹری رشتہ ناطہ) کو ہدایت فرمائی کہ اپنے شعبہ کی مدد اور رہ نمائی کیلئے دفتر ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد یوکے کے ساتھ بھی رابطہ کریں۔ اسکے بعد مکرم مشنری انچارج صاحب نے حضور انور کی خدمت میں اپنی گزارشات پیش کیں اور آخر میں پیارے آقا امیر صاحب سے مخاطب ہوئے۔ حضور اقدس کے ازراہِ شفقت اپنا قیمتی وقت اور بیش بہا نصائح عطا فرمانے پر امیر صاحب نے اپنے آقا کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کی ہدایات کے مطابق خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ ڈھائی بجے حضور انور نے فرمایا کہ ایک گھنٹہ کی ملاقات ہوگئی ہے۔ اس کے بعد تمام ممبران نے کھڑے ہوکر اپنے آقا کو خدا حافظ کہا اور اس طرح برکتوں اور شفقتوں سے لبریز یہ روحانی اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علی ذالک

(رپورٹ: رفیق احمد ہاشمی، سیکرٹری رشتہ ناطہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2/اکتوبر 2020)

غلط قسم کے ٹیلی ویژن پروگرام نہ دیکھیں، غلط قسم کی دوستیاں نہ کریں،

شادی شدہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک کریں، طلاقیں کم سے کم ہوں، گھروں کی لڑائیاں کم سے کم ہوں، خدام اِدھر اُدھر شادیاں کرنے کی بجائے احمدیوں میں کریں

اگر انسان نماز صحیح طرح پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھے تو بہت ساری برائیاں دُور ہو جاتی ہیں

تربیتی امور پر حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں نصائح

مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی نیشنل عاملہ وقائدین مجالس کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے (آن لائن) ملاقات

مورخہ 12 ستمبر 2020 بوقت رات 9 بجے بمقام خلافت ہال، مسجد بیت الہدیٰ، سڈنی پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہماری ملاقات ہوئی۔

جیسے ہی 9 بجے سکرین پر پیارے آقا کا مسکراتا ہوا نورانی چہرہ نمودار ہوا تو سب ممبران نے کھڑے ہوکر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا جس پر حضور اقدس نے سب کو السلام علیکم کہا اور بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ حضور انور کی آمد کے ساتھ ہی ساری فکر اور گھبراہٹ کی کیفیت دور ہوگئی۔

کورونا وائرس نے جہاں دنیا میں لوگوں کو اپنی اپنی جگہ پر محدود کر دیا ہے وہیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے پہلے سے ہی ایسے ذرائع پیدا کر دیئے کہ آج ہم دس ہزار میل دور اپنے ملک میں بیٹھے ہوئے خلیفۃ المسیح سے ان کے دفتر میں براہ راست ملاقات کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں اُمید تھی کہ امسال حضور آسٹریلیا تشریف لائیں گے اور ہماری حضور انور سے روبرو ملاقات ہوگی لیکن خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس آن لائن ملاقات کے ذریعے سب خدام و اطفال کی یہی کیفیت تھی گویا حضور انور ہمارے درمیان ہی موجود ہیں۔

30 نیشنل مجلس عاملہ کے ممبرز اور 12 قائدین مجالس کو اس ملاقات میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ملاقات ایک گھنٹہ بیس منٹ جاری رہی جس میں ممبران نیشنل عاملہ وقائدین مجالس کو پیارے آقا کے سامنے اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور انور نے ممبران نیشنل عاملہ سے فرداً فرداً ان کے کاموں کا جائزہ لیا اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ خدام کو تربیت کے جو دوسرے معاملات ہیں ان کے بارے میں بھی توجہ دلاتے رہیں جیسے غلط قسم کے ٹیلی ویژن پروگرام نہ دیکھیں، غلط قسم کی دوستیاں نہ کریں اور شادی شدہ لوگ اپنی بیویوں سے حسن سلوک کریں۔ اور اس بات کا خیال کریں کہ طلاقیں کم سے کم ہوں، گھر کی لڑائیاں کم سے کم ہوں اور اس تعلق میں مجلس عاملہ کے ممبران اپنا خاص نمونہ دکھائیں۔ خدام کو یہ بھی تلقین کریں کہ اِدھر اُدھر شادیاں کرنے کی بجائے شادیاں احمدیوں میں کریں نیز معاشرے میں پھیلی ہوئی مختلف برائیوں سے کیسے بچنا ہے یہ بھی آپ کے تربیتی پروگرام کا حصہ ہونا چاہیے۔ اگر انسان نماز صحیح طرح پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر پڑھے تو بہت ساری برائیاں دور ہو جاتیں ہیں۔ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ تربیت کے دوسرے پروگرام بھی مرتب کریں جس میں خدام کو آگاہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

تربیت اولاد کے سوال کے جواب میں حضور انور نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے بیٹے نے پوچھا کہ کیا آپ کو مجھ سے محبت ہے؟ تو آپ نے کہا ہاں۔ اس کے بعد آپ کے بیٹے نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ سے بھی محبت ہے؟ آپ نے کہا ہاں۔ تو بیٹے نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں اکٹھی ہو جائیں؟ آپ نے کہا محبتوں کا اپنا معیار ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی محبت کا سوال آئے گا تو اس کی محبت سب پر غالب آجائے گی اور تمہاری محبت ثانوی ہو جائے گی۔ اولاد کی محبت بیشک ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق چلنا ہے۔ اگر اولاد غلط کام کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف چل رہی ہے اور ہم یہ کہیں کہ اولاد کی محبت کی وجہ سے میں انہیں کچھ نہ کہوں، یہ غلط ہے۔ بچپن سے بچے کے دل میں ڈالیں کہ تم سے مجھے محبت و تعلق ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اس لئے بہرحال تمہیں مجھ سے محبت حاصل کرنے کیلئے اللہ کے حکموں پر چلنا ہوگا اور اس سے محبت کرنی ہوگی۔

ملاقات کے بعد تمام شاملین میں ایک منفرد قسم کا ولولہ دکھائی دیا اور سب نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور ساتھ ہی حضور انور کی ہدایات اور نصائح کی روشنی میں اپنے نفس اور خدمت کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ سب کے لبوں پہ ایک ہی بات تھی کہ اس جیسی بابرکت ملاقات بار بار ہونی چاہیے کیونکہ خلیفۃ المسیح کے ساتھ بیتایا ہوا ایک ایک لمحہ ہماری روحانی ترقی اور حوصلہ افزائی کا موجب تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے حضور کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطاء فرمائے اور خلیفۃ المسیح کے سائے تلے اسلام اور احمدیت کو عالمگیر ترقیات سے نوازے۔ آمین

(وقاص احمد، صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 18 ستمبر 2020)

عملی میدان میں مجلس عاملہ کے ممبران کو اپنے شعبہ کیلئے اپنے آپ کو بطور مثال پیش کرنا چاہئے جس کا اثر ہر فردِ جماعت قبول کرتا ہے

سیکرٹری امورِ خارجہ ملکی سطح پر ممبران پارلیمنٹ اور اربابِ اختیار کے ساتھ اپنے تعلقات پختہ کریں، مقامی جماعتوں کے صدران اپنے علاقہ کی مقامی انتظامیہ سے روابط قائم کریں

نیشنل مجلسِ عاملہ جماعت احمدیہ بلجیم کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ (آن لائن) ملاقات

موجودہ حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے مکرم امیر صاحب بلجیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں نیشنل مجلسِ عاملہ جماعت احمدیہ بلجیم کے ممبران کے ساتھ ایک آن لائن ملاقات کی درخواست کی جسے ہمارے محبوب امام نے ازراہِ شفقت قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

مکرم امیر صاحب کی طرف سے جب یہ خوشخبری سُنائی گئی کہ مورخہ 26 ستمبر 2020ء بروز ہفتہ مقامی وقت کے مطابق دوپہر ڈیڑھ بجے ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بذریعہ ویڈیو لنک جماعت احمدیہ بلجیم کی مجلسِ عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمائیں گے تو اپنے آقا سے ملاقات کے لمحات کا تصور کر کے روحانی سرور کی پُراثر لہر پورے جسم میں دوڑنے لگی اور اس کے ساتھ ہی چند لمحوں کے بعد یہ خیال بھی دل میں شرمندگی اور جھجک کا باعث بنتا کہ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں میں لپٹی ہوئی کارگزاری کس طرح اپنے آقا کی خدمت میں پیش کریں گے تب توجّہ دُعا کی طرف مائل ہو جاتی کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ آمین۔ ہماری حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ملاقات مورخہ 26 ستمبر 2020 بروز ہفتہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 26 ستمبر 2020ء کا مبارک سورج طلوع ہوا اور مجلس عاملہ کے ممبران اپنے آقا کے دیدار کا ذوق اور دلوں میں جوش لیے ہوئے مقررہ وقت کے مطابق دن کے 11 بجے سے ہی مسجد بیت المجیب پہنچنا شروع ہو گئے۔ دوپہر ساڑھے بارہ بجے تمام ممبران مجلس عاملہ مسجد کے مرکزی ہال میں اپنی اپنی نشستوں بیٹھ گئے اور ذکر الٰہی کرتے رہے۔

1 بجکر 32 منٹ پر ہم سب کے عزیز از جان آقا متبسّم چہرۂ مبارک کے ساتھ ٹی وی سکرین پر رونق افروز ہوئے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا حسین تحفہ پیش فرمایا۔ تمام ممبران نے باادب کھڑے ہوکر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے اپنے محبوب آقا کا استقبال حضور انور نے فرمایا بیٹھ جائیں۔ حضور انور کے استفسار پر مکرم امیر صاحب نے عرض کیا کہ یہ مجلسِ عاملہ بلجیم کے ممبران ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ پہلے دُعا کرلیں۔ دُعا کے بعد حضور انور نے امیر صاحب سے دریافت فرمایا کہ آپ کے دائیں طرف کون سے دوست بیٹھے ہیں۔ اس پر اُن کا تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد حضورِ انور نے امیر صاحب کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ممبران سے تعارف حاصل کیا۔ اس ابتدائی تعارف کے بعد تمام ممبران مجلسِ عاملہ نے فرداً فرداً باادب کھڑے ہوکر اپنے آقا کی خدمت میں اپنا اور اپنے شعبہ کا تعارف پیش کیا اور حضور انور کے ارشاد پر مختصراً اپنے شعبہ کی کارگزاری کے چند اہم نکات پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جن کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور نے اُس شعبہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے ازراہِ شفقت رہنمائی فرمائی۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضور انور کی رہنمائی کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ عملی میدان میں مجلس عاملہ کے ممبران کو اپنے شعبہ کیلئے اپنے آپ کو بطور مثال پیش کرنا چاہئے جس کا اثر ہر فردِ جماعت قبول کرتا ہے۔

جائزہ کے دوران حضور انور نے سیکرٹری صاحب تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی سے دریافت فرمایا کہ مجلس عاملہ کے کتنے ممبران ہیں جنہوں نے احمدی احباب کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کیلئے اپنے آپ کو وقفِ عارضی کیلئے پیش کیا ہے؟ اس سکیم کی کامیابی کیلئے عاملہ کے ممبران کو پہلے خود نمونہ کے طور پر پیش کرنا چاہیے اگر آپ خود اپنے وقت کی قربانی کر کے اپنے آپ کو پیش نہیں کریں گے تو عام افرادِ جماعت سے کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ آپ کی دی ہوئی ہدایات پر عمل کریں گے۔ عملی نمونہ کے اس طرزِ عمل کو درجہ بدرجہ مقامی جماعتوں اور ذیلی تنظیموں کی مجالسِ عاملہ میں رائج کریں۔ اسی طرح سیکرٹری صاحب امورِ خارجہ کو ہدایت فرمائی کہ ملکی سطح پر ممبران پارلیمنٹ اور اربابِ اختیار کے ساتھ اپنے تعلقات پختہ کریں اسی طرح مقامی جماعتوں کے صدران اپنے علاقہ کی مقامی انتظامیہ سے روابط قائم کریں۔ سیکرٹری صاحب تربیت نے اپنے آقا کی خدمت میں عرض کیا کہ شعبہ تربیت نے اس معاشرے میں والدین اور بچوں کے درمیان پیدا ہونے والی دوری کو کم کرنے کیلئے یہ پروگرام پیش کیا ہے کہ دن میں کم از کم ایک وقت کا کھانا گھر کے تمام افراد اکٹھے مل کر کھائیں تا کہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل سکے۔ اس سکیم پر حضور اقدس نے اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ سیکرٹری صاحب تبلیغ سے حضور انور نے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

احمدی کی سرشت میں بزدلی کا خمیر نہیں، حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور استقامت ہے

لاہور کی دو مساجد میں احمدیوں کی اجتماعی قربانی میں ہر طبقے کی قربانی شامل ہے، ان کی نیکی، تقویٰ اور پرہیزگاری ایک نمونہ تھی یہ قربانیاں کرنے والے ہم سے یہ مطالبہ کررہے ہیں کہ ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تقویٰ میں ترقی کریں

مومنوں کیلئے دشمنوں کے منصوبے، دشمن کے حملے، دشمن کی چالیں، دشمن کے جتھے، حکومتوں کی پشت پناہی کسی قسم کے خوف کا باعث نہیں بنتی بلکہ ایمان میں مضبوطی پیدا کرتی ہے، دشمن کے منصوبوں کے مقابلے میں وہ مزید ایک جان ہوکر خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں، صرف انفرادی دعاؤں کے بجائے اجتماعی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا کرتے ہیں، وہ اجتماعی اور مشترکہ دعاؤں سے دشمن پر ایسے کاری تیروں کی بوچھاڑ کرتے ہیں جو دشمن کی صفوں کو تتر بتر کردیتے ہیں

ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کی کوئی دنیاوی طاقت اور سامان نہیں، ہماری کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ دعاؤں، عبادتوں اور ذکر الٰہی پر بہت زور دیں

بعض دعاؤں کے خاص طور پر پڑھتے رہنے کی تاکید

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جلسہ سالانہ UK کے موقع پر 30/جولائی 2010ء بروز جمعۃ المبارک سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا افتتاحی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ- اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ-

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے اس خطاب کے ساتھ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ شروع ہورہا ہے۔ یہ جلسہ جن مقاصد کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شروع فرمایا تھا، ان میں سے ایک بہت اہم مقصد جو تمام مقاصد کی اصل ہے وہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صحیح عابد بندے بننا ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو سب محبتوں پر غالب کرنا ہے۔ اس کا خوف دل میں پیدا کرنا ہے۔ اپنے پیدائش کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔ آپ نے جلسے میں شامل ہونے والوں کے بارے میں جن خصوصیات کا حامل ہونے کا ذکر فرمایا اور دعا کی، ان دعاؤں میں ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہونا چاہئے۔ ایسا خوف جو سب خوفوں پر حاوی ہو اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ سے تعلق میں ترقی ہو۔ کوئی دنیاوی چیز ایک مومن کو خوفزدہ نہ کرسکے۔ جان، مال، اولاد کے نقصان سے خوفزدہ کرنے کی کوشش ہو تو ان چیزوں کی اسکے سامنے کوئی حیثیت نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت سب چیزوں پر حاوی ہوجائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصویر بنے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَہٗ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (آل عمران:176) یقینا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔ پس تم ان سے نہ ڈرو۔ اسکے دوست نہ بنو اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم مومن ہو۔ پس غیر اللہ کا خوف شیطان کے چیلوں کا کام ہے، ایک مومن کا نہیں۔ ایک حقیقی مومن اپنے پر ظلم تو برداشت کرلیتا ہے لیکن کبھی شیطان اور اسکے چیلوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ یہ ایمانی حالت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ شیطان کے چیلے ہر وقت سرگرم ہیں اور ان کے ڈرانے کے مختلف طریقے ہیں۔ احمدیوں کو نقصانات کی دھمکیاں، قتل کی دھمکیاں، خاص طور پر لاہور میں دو مہینے پہلے جو واقعات ہوئے اسکے بعد پاکستان میں مزید شدت اختیار کرگئی ہیں اور نہ صرف پاکستان بلکہ اور ملکوں میں بھی جہاں شیطان اور اس کا گروہ کام کررہا ہے، یہ دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ اجتماعی شہادتوں کے بعد دشمن کا یہ خیال ہے کہ احمدی خوفزدہ ہیں، اس لئے ان کو ان کے ایمان سے پھرانے کیلئے مزید خوفزدہ کیا جائے۔ لیکن جیسا کہ پہلے مَیں کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ یہ لوگ بڑے خوش فہم ہیں، عقل سے عاری ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہئے پاگل ہیں۔ ان کے خیال میں احمدیوں کو خوفزدہ کرکے ان کو ان کے ایمان سے پھیرا جاسکتا ہے۔ کیونکہ خود ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی کبریائی اور بڑائی اور قدرت و جبروت کا ادراک نہیں ہے اس لئے سمجھتے ہیں کہ احمدی خوفزدہ ہوجائیں گے اور خدا تعالیٰ سے زیادہ بندوں سے خوفزدہ ہوجائیں گے۔ شیطان کے ٹولوں کے زیرِ اثر آجائیں گے۔ جبکہ لاہور کے واقعہ کے بعد جو خوشکن حقائق سامنے آرہے ہیں وہ تو یہ ہیں کہ احمدیوں کا ڈر اور خوف دُور ہوا ہے، پاکستان سے آنے والے کئی لوگ بتاتے ہیں بلکہ اس موقع پر موجود کئی لوگ مجھے اب بتاتے ہیں کہ ہمارا ڈر اور خوف دُور ہوگیا۔ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے، باجماعت نمازوں کا ذوق اور شوق پیدا ہوا ہے۔ پس احمدی کی سرشت میں بزدلی اور خوف کا خمیر نہیں ہے۔ ان واقعات نے تو احمدیوں کو مزید خدا تعالیٰ کے قریب کردیا ہے۔ جو سست تھے ان کو بھی ان کے اصل مقام کی یاددہانی کرادی ہے۔ پس ایسے واقعات تو احمدی کے ایمان کو صیقل کرنے کیلئے ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں۔ اب جبکہ دشمن ہمیں خوفزدہ کرنے کی کوشش کررہا ہے، اپنی طاقتوں کو ہمیں خوفزدہ کرنے کیلئے جمع کررہا ہے تو پھر جیسا کہ مَیں نے کہا ہر احمدی کی وہ حقیقی فطرت ابھر کر سامنے آئی ہے کہ وہ سوائے خدا تعالیٰ کے کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ اور جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر مزید صیقل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ہر احمدی کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ الٰہی توارد ہے کہ لاہور کے واقعہ کے ایک ماہ بعد جرمنی کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا اور اس جلسے نے براہِ راست شامل ہونے والوں اور ایم ٹی اے کے ذریعے دیکھنے والوں کی بھی اکثریت میں ایمان کی مضبوطی، نیکیوں کی طرف بڑھنے اور تقویٰ میں ترقی کرنے کی، قربانی کے معیار قائم کرنے اور دعاؤں کی طرف توجہ پیدا کرنے کی ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ اور اب تھوڑے وقفے سے برطانیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہورہا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ بھی قربانی کے جذبے کو اور اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں پیدا کرنے میں مزید اضافے کا باعث بنے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہر نیک فطرت اور سچے احمدی میں زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری کو حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گا۔ یہی تو جلسے کے مقاصد تھے۔ اللہ کرے کہ پہلے سے بہت بڑھ کر احمدی تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی کریں۔

جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ۔ تم ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ہی ڈرو، تو اس سے پہلے فرمایا سورۃ آلِ عمران کی آیت ہے کہ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران:174) یعنی وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں پس ان سے ڈرو۔ تو اس بات نے ان کو ایمان میں بڑھا دیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس مومنوں کیلئے دشمنوں کے منصوبے، دشمن کے حملے، دشمن کی چالیں، دشمن کے جتھے، حکومتوں کی پشت پناہی کسی قسم کے خوف کا باعث نہیں بنتی بلکہ ایمان میں مضبوطی پیدا کرتی ہے۔ دشمن کے منصوبوں کے مقابلے میں وہ مزید ایک جان ہوکر خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق میں مضبوطی پیدا کرتے ہیں۔ صرف انفرادی دعاؤں کے بجائے اجتماعی دعاؤں کی طرف توجہ پیدا کرتے ہیں۔ صرف اپنی ذات اور اپنے قریبیوں کیلئے دعاؤں پر توجہ سے بڑھ کر اپنی دعاؤں میں وسعت پیدا کرتے ہیں۔ ایک جان ہوکر خدا تعالیٰ کے حضور گرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں۔ ان کے ایمان اور یقین کی حالت حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ میں منتقل ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور اس کا ادراک بڑھتا چلا جاتا ہے۔ وہ دشمن کے مقابلے پر سیسہ پلائی دیوار بن کر دشمن کے ہر حملے کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے ناکام و نامراد کردیتے ہیں۔ وہ اجتماعی اور مشترکہ دعاؤں سے دشمن پر ایسے کاری تیروں کی بوچھاڑ کرتے ہیں جو دشمن کی صفوں کو تتر بتر کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو جذب کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ ان کو ڈرایا جاتا ہے کہ لوگ تمہیں سزا دینے کیلئے اتفاق کرگئے ہیں سو تم لوگوں سے ڈرو۔ پس ڈرانے سے اَور بھی ان کا ایمان بڑھتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدا ہمیں کافی ہے۔‘‘ پھر آپؑ نے فرمایا ’’ان کی شجاعت میں ریاکاری اور خود بینی نہیں ہوتی، اور نہ نفس کی پیروی۔ بلکہ ہر ایک پہلو سے خدا کی رضا مقدم ہوتی ہے۔‘‘ فرمایا ’’اس آیت میں‘‘ (جو مَیں نے آلِ عمران کی پڑھی ہے) ’’یہ سمجھایا گیا ہے کہ حقیقی شجاعت کی جڑ صبر اور ثابت قدمی ہے اور ہر ایک جذبہ نفسانی یا بَلا جو دشمنوں کی طرح حملہ کرے اسکے مقابلہ پر ثابت قدم رہنا اور بزدل ہوکر بھاگ نہ جانا یہی شجاعت ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد نمبر 10، صفحہ 359)

یہ ٹھیک ہے کہ شیطان بعض اوقات افرادِ جماعت کو نقصان پہنچا دیتا ہے اور پہنچاتا رہے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کام کی چھوٹ دی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا کہ شجاعت کی جڑ صبر اور ثابت قدمی ہے، یہ صبر اور ثابت قدمی کی حقیقت تو اس وقت سامنے آتی ہے جب دشمن عملی حربے استعمال کرتا ہے۔ خوفزدہ کرنے کیلئے صرف دھمکیاں نہیں ہوتیں بلکہ نقصان پہنچاتا ہے اور ایک مومن نے اس حالت میں بھی صبر اور ثابت قدمی دکھانی ہے۔ بہادری سے، بغیر کسی خوف کے ان حملوں کا سامنا کرنا ہے۔ کتنے عظیم ہیں وہ مومنین جنہوں نے آج بھی صبر و استقامت کے وہ نمونے قائم کئے جو ہمیشہ زندہ رہیں گے اور آفرین ہے ان ماں باپ، بھائی بہنوں اور بیوی بچوں پر جنہوں نے صبر سے اس صدمے کو برداشت کیا اور اپنے ثباتِ قدم پر حرف نہیں آنے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں اپنے تمام وعدے پورے فرمائے۔

اللہ تعالیٰ شیطان کے بارے میں فرماتا ہے کہ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ (الاعراف:16) کہ تجھے ڈھیل دی جاتی ہے کہ اپنے چیلوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر، ان کے دل میں خدا کے نام پر ہی غلط اعتقاد پیدا کرکے، الٰہی جماعت کے ماننے والوں کے متعلق جھوٹی باتیں کہہ کر اپنے ظالمانہ مقاصد حاصل کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کرکے یہ کوشش کرتا چلا جا۔ لیکن اس کا انجام بھی یاد رکھنا کہ قیامت کے دن وہ شیطانی چیلے بھی اور شیطان بھی اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے سزاوار ہوں گے اور مومنوں کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ راستے کی عارضی روکیں اور انفرادی نقصان اور دشمن کے حملوں سے تمہاری جماعتی ترقی کبھی نہیں رکے گی اور نہ

رک سکتی ہے۔ یہ امتحان، یہ ابتلا تمہیں آزمانے کیلئے ہیں۔ تمہارے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنے کیلئے ہیں۔ جماعتی ترقی کے نئے ہدف مقرر کرنے کیلئے ہیں۔ پس اگر مومنین کی جماعت صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتی رہے گی، اور دعاؤں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضا ہر لحہ مقدم رہے گی، خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رہے گا تو مومنین کی جماعت ان ابتلاؤں سے سرخرو ہو کر نکلتی چلی جائے گی۔ مومنوں کے ابتلاؤں اور امتحانوں کے بارے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَیں ترجمہ پڑھتا ہوں) کہ ہم مومنوں کو خوف سے بھی آزماتے ہیں، جُوع یعنی بھوک سے بھی آزماتے ہیں اور آزمائیں گے، مالوں کے نقصان سے بھی آزمائیں گے، جانوں کے نقصان سے بھی آزمائیں گے، پھلوں کے نقصان سے بھی آزمائیں گے۔ لیکن جو صبر اور ثباتِ قدم دکھاتے ہوئے ان آزمائشوں سے گزر جائیں گے ان کیلئے بشارت ہے، ان کیلئے خوشخبری ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کرلیا۔ تمام قسم کے مصائب اور مشکلات میں بجائے خوف کے یا خوفزدہ ہو کر دنیاوی سہارے تلاش کرنے کے ایسے مومن جب پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کے ثباتِ قدم اور ان کے عملوں کی وجہ سے ان کو اس طرح نوازتا ہے کہ تکلیفیں آرام میں بدل جاتی ہیں، بے چینیاں سکون میں بدل جاتی ہیں، ظلم کی انتہا فتوحات کے نئے دروازے کھولتی ہے اور صبر کے پھل اس دنیا میں بھی ملتے ہیں اور آخرت میں بھی ملتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: مصیبتوں کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ مصیبتوں کو برا سمجھنے والا مومن نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرۃ:156-157) ’’یہی تکالیف جب رسولوں پر آتی ہیں تو ان کو انعام کی خوشخبری دیتی ہیں اور جب یہی تکالیف بدوں پر آتی ہیں تو ان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ غرض مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ (البقرۃ: 157) پڑھنا چاہئے کہ تکالیف کے وقت خدا تعالیٰ کی رضا طلب کرے۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 150 حاشیہ۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) جو نیک کام مومن کرتا ہے اس کلئے اجر مقرر ہوتا ہے، مگر صبر ایک ایسی چیز ہے جس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہی لوگ صابر ہیں، یہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کی زندگی کے دو حصے کرتا ہے جو صبر کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اوّل جب وہ دعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے قبول کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن :61) اور اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ: 187) دوم بعض دفعہ اللہ تعالیٰ مومن کی دعا بعض مصلحت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا تو اس وقت مومن خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 150-151، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) فرمایا ’’مومن کو مصیبت کے وقت میں غمگین نہیں ہونا چاہئے۔ وہ نبی سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 151 حاشیہ، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) اصل بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ایک محبت کا سرچشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں ہوتی جس سے اس کو ہزارہا قسم کی لذت نہیں پہنچتی۔ فرمایا خدا تعالیٰ کے پیاروں کو گناہ سے مصائب نہیں پہنچتے۔ یعنی یہ مصائب جو ہیں یہ کسی گناہ کی پاداش میں نہیں ہوتے، بلکہ اللہ تعالیٰ مومنین کا امتحان لیتا ہے۔ پھر اس کی مثال دیتے ہوئے آپؑ آگے فرماتے ہیں کہ دیکھو جب تک لڑکی اپنے والدین کے گھر میں ہوتی ہے والدین اسے بہت پیار کرتے ہیں اور نکاح کے وقت اگرچہ والدین کو بہت تکلیف ہوتی ہے حتی کہ والدہ ایک طرف روتی ہے اور والد ایک طرف روتا ہے تاہم وہ سب تکالیف برداشت کر کے اس کو ہمیشہ کیلئے الگ کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ وہ جانتے ہیں کہ اس لڑکی میں ایک جوہر ہے جو کہ سسرال میں جا کر ظاہر ہوگا۔ اس لئے مومن کے جوہر بھی مصائب سے کھلتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھوں اور نصرت کے زمانہ پر آپؐ کے اخلاق کو کس طرح ظاہر کیا۔ اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکالیف نہ پہنچتے تو اب ہم ان کے اخلاق کے متعلق کیا بیان کرتے۔ مومن کی تکالیف کو دوسرے بے شک تکالیف سمجھتے ہیں مگر مومن ان کو تکالیف نہیں خیال کرتا۔ غرض یہ ضروری بات ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے مقرب کو دوسروں کی نسبت زیادہ دکھ پہنچائے۔ مومن کو ہر روز مرنا پڑتا ہے۔ اور یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنی سچی توبہ پر قائم رہے۔ روز روز کی مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ توڑے۔ کسی دوسرے خوف کو اپنی توبہ پر حاوی نہ ہونے دے۔ توبہ کیا چیز ہے؟ اپنے گناہوں کو ترک کر کے خدا تعالیٰ کے حضور معافی مانگتے ہوئے جھکے رہیں۔‘‘ آپؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ توبہ پر قائم رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی امتحان، کوئی ابتلا مومن کی ایمانی حالت میں لغزش پیدا نہ کردے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہمیشہ اس کے حضور جھکا رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا انتظار کرے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 151 تا 153، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ) اس کے بعد آپ فرماتے ہیں اور یہ کہ توبہ سے اس کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ اور ’’اگر توبہ کے ثمرات چاہتے ہو تو عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرو۔ دیکھو جب مالی بوٹا لگاتا ہے پھر اس کو پانی دیتا ہے اور اس سے اس کی تکمیل کرتا ہے۔ اسی طرح ایمان ایک بوٹا ہے اور اس کی آبپاشی عمل سے ہوتی ہے۔ اس لئے ایمان کی تکمیل کیلئے عمل کی از حد ضرورت ہے۔ اگر ایمان کے ساتھ عمل نہیں ہوں گے تو بوٹے خشک ہو جائیں گے اور وہ خائب و خاسر رہ جائیں گے۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 153 حاشیہ، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس ایک مومن کا کام جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے عمل کے ساتھ توبہ کی تکمیل کرنا ہے۔ اور وہ عمل جو اعمالِ صالحہ کہلاتے ہیں ان کی توفیق بھی اسی وقت ملتی ہے جب خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ماننے والوں میں جس زہد کے پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے، جس تقویٰ کے پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے، جس خدا ترسی اور پرہیزگاری کے پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے، جس بھائی چارے اور آپس کی محبت کے پیدا کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے، یہ سب اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب خدا تعالیٰ پر کامل یقین ہو اور اس کا خوف ہو۔ یہ خوف ہو کہ خدا تعالیٰ میرے کسی عمل کی وجہ سے مجھ سے ناراض نہ ہو جائے اور یہ جو خوف خدا ہے یہ کسی سزا کے ڈر کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ سے محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہو اور اس طرف توجہ دلاتی ہو کہ کہیں میرے عمل میری سب سے پیاری ہستی کو مجھ سے ناراض نہ کر دیں، میرا محبوب مجھ سے دور نہ چلا جائے۔ ایک مومن تو خدا تعالیٰ سے دوری کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ایک حقیقی مومن کی تو پہچان ہی یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی محبت کو سب محبتوں پر حاوی کرلے۔ قرآنِ کریم میں بھی حقیقی مومن کی یہی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا: وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:166) اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اللہ کی محبت میں ہر محبت سے شدید ہیں۔ ہر دوسری محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان کر دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف جو ایک مومن کے دل میں پیدا ہوتا ہے اس کی بنیاد اس شدتِ محبت کی وجہ سے ہوتی ہے کہ میرا محبوب کہیں مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’عبادات کے دو حصے تھے۔ ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی رُوح گداز ہو کر اُلوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔‘‘ آنکھوں سے اسکے اس طرح آنسو رواں ہوتے ہیں جو روح کی گہرائیوں سے نکل رہے ہوتے ہیں اور سوز کا پتہ دے رہے ہوتے ہیں۔ اور عبودیت میں اس قدر بڑھتے ہیں کہ حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ (آل عمران: 174) کے علاوہ کسی قسم کا کلمہ بھی تکلیف کی حالت میں بھی ان کے منہ سے نہیں نکلتا۔ فرمایا ’’دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ اسی لئے فرمایا ہے وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ (البقرۃ:166) اور دنیا کی ساری محبتوں کو فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جاوے۔ یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’......خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے۔ جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی۔ اور جس قدر محبتِ الٰہی میں ترقی کرے گا اسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 225-224۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس جب انسان خدا تعالیٰ کی صفات پر غور کرے، اس کی قدرتیں دیکھے، اس کی ربوبیت پر یقین کرے اور اس بات پر غور کرے کہ کس طرح میرے پیارے ربّ نے میری پیدائش سے لے کر آج تک میری زندگی کے سامان پیدا فرمائے ہیں بلکہ تا حیات ہی اس کی ربوبیت ہے جو ہر انسان کی پرورش کے سامان کرنے والی ہے۔ اسی طرح وہ رحمان ہے، ہر قدم پر ہر انسان مومن و غیر مومن اس کی رحمانیت کے نظارے دیکھتا ہے۔ لیکن ایک مومن جب خدا تعالیٰ کے انعامات کی بارش اپنے اوپر برستے ہوئے دیکھتا ہے تو خدا تعالیٰ سے محبت میں ایک جوش پیدا ہو کر وہ پہلے سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے آگے جھکتا ہے۔ اور پھر ایک نیک شخص اور عبدِ رحمان کے اس کے آگے جھکنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت مزید جوش میں آتی ہے۔ اور انعام و اکرام کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس رحمتِ خاص کی وجہ سے ایک مومن کی زبان حمد کے جذبات سے مغلوب ہو کر مزید حمدیہ الفاظ سے تر ہوتی چلی جاتی ہے اور مومن اللہ تعالیٰ کے قرب میں مزید بڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے جو ایک حقیقی مومن پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے طاری ہوتی ہے، فرماتے ہیں کہ ’’جب اتمامِ نعمت کے باعث حمد اپنے کمال کو پہنچ جائے تو وہ کامل محبت کی جاذب بن جاتی ہے اور ایسا محُسن اپنے محبّین کی نظر میں بہت قابلِ تعریف اور محبوب بن جاتا ہے۔‘‘ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن، جلد 18، صفحہ 105-104، اردو ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد اول، صفحہ 49)

اس کیفیت کی انتہا اور کمال ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ اور یہ کامل محبت سب سے زیادہ آپؐ نے جذب فرمائی۔ اور اس محبت کی وجہ سے قربِ خداوندی کے اعلیٰ ترین مقام کو حاصل کیا۔ آپؐ کا دن، آپؐ کی رات، آپؐ کا اٹھنا، آپؐ کا بیٹھنا، آپؐ کا اوڑھنا، آپؐ کا بچھونا، آپؐ کی عبادتیں اور آپؐ کی قربانیاں یہ سب خدا تعالیٰ کی خاطر ہو گئیں اور اس کامل انسان کے پاک نمونے کو جس نے محب اور محبوب کے فرق کو مٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس طرح نوازا کہ مومنین کو فرمایا کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ (آل عمران: 32) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور اور گناہ تمہیں بخش دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’سعادتِ عُظمیٰ کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) یعنی آؤ میری پیروی کرو، تاکہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔‘‘ فرمایا ’’......اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا،

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
ماننے کے بعد ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں......
ہمارا ہر قول اور فعل نیکیاں بکھیرنے والا اور برائیوں کو روکنے والا ہو،
ورنہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا
(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جنوری 2012ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے
امام کو مان لیا بلکہ اب اپنی حالتوں کی طرف پہلے سے زیادہ نظر رکھنے کی ضرورت ہے،
ورنہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہارا مؤاخذہ ہوگا،
تم پوچھے جاؤ گے، پس ہمیں اس بات کی بہت فکر کرنی چاہئے
(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جنوری 2012ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ اور سب سے پہلے مَیں اپنی گردن رکھتا ہوں۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 428-429، ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس آج ہمیں خدا تعالیٰ ایک اور اجتماعی موقع دے رہا ہے، اجتماعی طور پر ہم سب یہ عہد کریں کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ تا کہ اپنے محبوبِ حقیقی واحد و یگانہ خدا کے پیار کو جذب کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنتے ہوئے، اپنی عبادتوں اور اپنی قربانیوں کے معیار بلند تر کرنے کی کوشش کا ہم عہد کرتے ہیں۔ اور جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں تو آپ کی قربانیاں نہ تو وصال تک ختم ہوئیں اور نہ ہی آپؐ کی عبادتوں میں کمی آئی، نہ ہی خدا تعالیٰ کے ذکر سے کبھی آپؐ کی زبانِ مبارک فارغ ہوئی۔ نمازوں کو آپؐ نے آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ تو ذکرِ الٰہی آپؐ کی روح کی تسکین اور روح کی غذا تھی۔ آپؐ فرماتے ہیں: رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ ذَاکِرًا لَکَ شَاکِرًا اے اللہ! مجھے اپنا ذکر کرنے والا اور اپنا شکر کرنے والا بنا۔ (صحیح ابن حبان کتاب الرقائق باب ذکر ما یستحب للمرء سوال الرب...... حدیث 947 دار المعرفۃ بیروت 2004)

مشکلات و مصائب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آئے اور ایسی ایسی تکلیفوں سے آپؐ کو گزرنا پڑا کہ جن کو سُن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے اس پیارے اور مردِ کامل نے کسی حالت میں بھی اپنی عبادتوں اور ذکرِ الٰہی اور قربانی کے معیار میں کمی نہیں آنے دی۔ اور نہ صرف آپؐ نے اپنی عبادتوں اور قربانیوں اور دعاؤں کے اعلیٰ معیار قائم کئے بلکہ آپؐ کی قوتِ قدسی نے آپؐ کے صحابہ میں بھی وہ روح پھونکی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ صدیوں کے مردے زندہ کر دیئے۔

(ماخوذ از برکات الدعاء، روحانی خزائن، جلد 6 صفحہ 11)

یہ فقرہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی تصویر کشی کرتا ہے وہاں یہ صحابہ کے مقام کی ایک خوبصورت تعریف بھی ہے۔ وہ صحابہ بھی اپنی دن بھر کی مصروفیات سے فارغ ہو کر جس کے دوران بھی یقیناً ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر رہتی تھیں اور فرض نمازوں کی طرف بھی توجہ رہتی تھی، رات کو نوافل کی ادائیگی میں نمونے قائم کر گئے۔ ہمارے لئے تو صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بھی ہر ایک، ایک نمونہ ہے۔ فرائض کی بجا آوری کرنے والے اور نوافل کی ادائیگی میں ایک دوسرے سے بڑھنے والے تھے۔ خود زندہ ہوئے تو دوسروں کو زندگی بخشنے کا ذریعہ بھی بن گئے۔ دشمنوں نے جب ان کے خلاف اکٹھے ہو کر تلوار اٹھائی اور خوفزدہ کر کے دین سے پھیرنے کی کوشش کی تو ان کے ایمانوں میں مزید جلاء پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات پر فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا کی سند عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہر انسان کے دل کا حال جانتا ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے، اس نے ان کے دل کی کیفیت کو ہمیشہ کیلئے تا قیامت آنے والے مومنین کیلئے ایمان و ایقان اور محبت و وفا کی مثال بنا دیا۔

{اس موقع پر حاضرین نے مختلف نعرے لگائے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نعرہ کا اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: ''صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! زندہ باد''}

اور یہ سند انہیں اس ایمانی حالت کی وجہ سے عطا ہوئی جو انہوں نے دشمن کے تمام تر جتھوں، طاقتوں اور حکومتوں کے سامنے سینہ تان کر یہ اعلان کیا تھا کہ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا وہ کارساز ہے۔ یعنی دشمن کے ہر شر کے خلاف جو دشمن ہمیں نقصان پہنچانے کیلئے کرتا ہے ہمیں اللہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر اور شکر سے دشمن کے ظلم سہنے پر جزا دینے کے لحاظ سے ہمیں کافی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ دشمن کے خلاف ہماری مدد کرنے کیلئے بھی ہمارے ساتھ کھڑا ہو جائے اور جب خدا تعالیٰ دین کی خاطر ان ظلموں سے گزرنے پر بھی ہماری جزا بن جائے تو اس سے اچھا کیا سودا ہے؟ اور ہم اللہ تعالیٰ کو حَسِیْب اس لئے بناتے ہیں کہ وہ تمام قدرتوں کا مالک خدا ہمارا وکیل ہے۔ وکیل کہتے ہیں اس کو جس پر بھروسہ کیا جاتا ہے جس کے سپرد عاجز آدمی اپنے تمام کام کر دے۔ پس خدا تعالیٰ سے زیادہ اور کون سی ذات ہے جس پر بھروسہ کیا جائے۔ جو اپنے عاجز بندوں کو دیکھ بھی رہا ہے۔ اور ان کی مدد کیلئے آنے کے وعدے بھی کرتا ہے اور اپنے پر توکل کرنے والوں کو پسند بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ (سورۃ آل عمران: 160) یقیناً اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہے جو اس پر کامل توکل رکھتے ہیں۔ ہر معاملے میں ان کا مکمل بھروسہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے اور ہر موقع پر تنگی اور آسائش میں وہ اسی کی طرف جھکتے ہیں۔ اس کے ذکر سے ہر لمحہ اپنی زبانوں کو تر رکھتے ہیں جو سب محبوبوں سے زیادہ پیارا ہے۔ جب اسے محبوب بناتے ہیں تو وہ ان سے محبت کرتا ہے۔ پس جب صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کرتے ہوئے آپؐ کے اُسوہ پر چلتے ہوئے خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کی کوشش کی، اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کی، تو یہ تمام صحابہ بھی ہمارے لئے قابلِ تقلید نمونے اور روشن ستارے بن گئے۔ اور پھر اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مبعوث فرمایا تو اس کامل پیروی اور اطاعت کی وجہ سے آپؑ بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بن گئے۔ ابتلاؤں اور امتحانوں سے خدا تعالیٰ آپ کو نکالتا چلا گیا آپ نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت سے سرشار جماعت پیدا کی، خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیاں کرنے والے پاک وجود پیدا کئے، عبادتوں اور قربانیوں میں آگے بڑھنے والے مخلصین پیدا کئے۔ آج بھی ان عبادتوں اور قربانیاں کرنے والوں میں ہمیں قرونِ اولیٰ کے قربانیاں کرنے والوں کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ یہ جرأت اور یہ بہادری اور یہ قربانی کے معیار اور عبادتوں کے شوق صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی مل سکتے ہیں۔ لاہور کی مساجد کی اجتماعی قربانی میں تو ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے احمدی کی قربانی شامل ہے۔ اس میں ہر طبقے سے قربانی لے کر خدا تعالیٰ نے اس بات کی سند بھی عطا فرما دی کہ مسیح محمدی کی جماعت میں قربانیاں کرنے والے ہر طبقے میں موجود ہیں۔ ویسے تو جماعت ایک وجود ہے اس میں کوئی طبقہ نہیں ہے۔ لیکن مَیں مالی لحاظ سے کمزور اور امیر ہونے کے لحاظ سے بات کر رہا ہوں اور اس قربانی کے وقت ہر فرد نے یہ واضح اعلان کر دیا کہ باوجود مالی حالات کے فرق کے، ظاہری ذات پات اور رتبے کے فرق کے، مالک اور غلام کے فرق کے ہم ایک جماعت ہیں اور یہ خوبی اس زمانے کے امام کی قوتِ قدسی نے ہم میں پیدا کی ہے۔ اور پھر اب جوان سب کے حالات ہمارے سامنے آئے ہیں، تو ہمیں ان کی عبادتوں اور خدا تعالیٰ پر توکل کے حسن اور معیار کا بھی علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف، تقویٰ، اللہ تعالیٰ سے محبت کے جذبات، پرہیزگاری، نیکی اور حسنِ خلق کا بھی ہمیں پتہ چلا۔ پس یہی ایک حقیقی مومن کا شیوہ ہونا چاہئے۔ اور جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ یہی حالت پیدا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے اور اس مقصد کے حصول کیلئے آپؑ نے جلسوں کا انعقاد کیا تھا۔

پس آج ہمیں جہاں یہ جلسہ اس طرف توجہ مبذول کروانے والا ہونا چاہئے کہ اپنی حالتوں کا جائزہ لیتے ہوئے ہر وقت اپنی عبادتوں اور قربانیوں اور زہد اور تقویٰ کے معیار بہتر کرنے کی طرف توجہ کرتے چلے جائیں۔ وہاں شہدائے احمدیت کی روحیں بھی یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ ہم وقفے وقفے سے جو قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور چند دن پہلے جو ہم نے اجتماعی قربانی دی ہے اس کا بدلہ اور جزا تو ہم خدا تعالیٰ کے حضور بہت خوبصورت رنگ میں پا رہے ہیں۔ ایسے رزق سے ہم نوازے جا رہے ہیں جس کا دنیا والے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر تم ہماری قربانیوں کا کوئی صلہ دینا چاہتے ہو تو اپنے پیدا کرنے والے پیارے خدا سے کبھی بے وفائی نہ کرنا۔ یہ قربانیاں کرنے والے ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر اور تقویٰ میں تمہاری جو ترقی ہے وہ ہمارے لئے بھی باعثِ تسکین ہوگی اور تمہاری بھی دنیا و آخرت سنوارے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو اجتماعی طور پر یہ تین دن اپنی روحانی حالت کے سنوارنے کیلئے عطا فرمائے ہیں ان سے آپ نے بھرپور فائدہ اٹھانا ہے۔ یہی ہمارے جلسے کا مقصد ہے اور تبھی ہم اس مقصد کو پورا کرنے والے بنیں گے۔ اور یہ بھرپور فائدہ ہم اس وقت اٹھا سکتے ہیں جب ہم ان دنوں میں جلسہ کے پروگرام سنیں اور اس دوران درود اور ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔ نمازوں کے اوقات میں باقاعدگی کے ساتھ باجماعت نمازوں میں شامل ہوں۔ جو اجتماعی قیامگاہوں میں ہیں وہ اجتماعی تہجد میں شامل ہوں۔ جو گھروں میں ہیں وہ اپنے طور پر نفلوں پر توجہ دیں۔ ذکرِ الٰہی میں زیادہ وقت گزاریں اور فضول باتوں میں وقت کو ضائع نہ کریں۔ ہمارے پاس دشمن کے مقابلے کی کوئی دنیاوی طاقت اور سامان نہیں ہے۔ مخالفین کو اپنی دولت پر مان ہے، ان کو اپنے جتھوں پر مان ہے، ان کو اپنے ہتھیاروں پر مان ہے، ان کو اپنے ظالمانہ قوانین کی پشت پناہی پر مان ہے، لیکن ہمارا تو سب انحصار اور مان ہمارے پیارے خدا پر ہے اور ہونا چاہئے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ یہی ہمارا نعرہ ہے اور یہی ہمارا مان ہے۔ ہمارے سامنے تو یہی اسوہ ہے کہ۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

(درثمین مع فرہنگ، صفحہ نمبر 58، شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی)

پس آج ہماری کامیابی کا راز اسی میں ہے کہ دعاؤں، عبادتوں اور ذکرِ الٰہی پر بہت زور دیں۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں اپنی خشیت پیدا کرے۔ اپنا خوف پیدا کرے۔ اپنی محبت پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر ہمارے دل میں پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ہمارا مقصود و مطلوب ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے میں ہم ایک دوسرے سے بڑھنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اب مَیں دعا کرنے سے پہلے بعض قرآنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت مسیح موعود علیہ

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار ''اخبار بدر'' 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات و تحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ و خطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی و دنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تا کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

نِشاں کو دیکھ کر اِنکار کب تک پیش جائے گا ✡ ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے
یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چُھپاتا ہے ✡ تِری اِک روز اے گستاخ! شامت آنے والی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تکبّر سے نہیں ملتا وُہ دِلدار ✡ ملے جو خاک سے اُس کو ملے یار
کوئی اس پاک سے جو دِل لگاوے ✡ کرے پاک آپ کو تب اُس کو پاوے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

السلام کی دعائیں پڑھوں گا:

حدیث میں ایک دعا ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّكَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب73، حدیث نمبر 3490)

اے میرے اللہ! مَیں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اوران لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں۔ اوراس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ مجھے تیری محبت اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

پھر ایک دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا یَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِهٖ عَلَیْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب 82/79، حدیث نمبر 3502)

اے میرے اللہ! تو ہمیں اپنا خوف عطا کر جسے تو ہمارے اور گناہوں کے درمیان روک بنا دے، اور ہم سے تیری نافرمانی سرزد نہ ہو، اور ہمیں اطاعت کا وہ مقام عطا کر جس کی وجہ سے تُو ہمیں جنت میں پہنچا دے۔ اور اتنا یقین بخش جس کی وجہ سے دنیا کے مصائب تو ہم پر آسان کر دے۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اور اپنی طاقتوں سے زندگی بھر صحیح صحیح فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس بھلائی کا وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے تو ہمارا انتقام لے۔ جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے اسکے برخلاف ہماری مدد فرما۔ اور دین میں کسی ابتلاء کے آنے سے بچا اور ایسا کر کہ دنیا ہمارا سب سے بڑا غم اور فکر نہ ہو اور نہ یہ دنیا ہمارا مبلغ علم ہو۔ یعنی ہمارے علم کی پہنچ صرف دنیا تک ہی محدود نہ ہو۔ اور ایسے شخص کو ہم پر مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے اور مہربانی سے پیش نہ آئے۔

پھر ایک دعا ہے: اَللّٰھُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ۔ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔ (صحیح مسلم کتاب الذکرو الدعاء...... باب التعوذ من شر ما عمل...... حدیث 6899)

اے اللہ! مَیں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں۔ تجھ پر ایمان لاتا ہوں۔ تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں۔ تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! مَیں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تُو مجھے گمراہی سے بچا۔ تُو زندہ ہے کسی کو بقا نہیں۔ جنّ وانس سب کیلئے فنا مقدر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب تفریع اَبواب الوتر، باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما، حدیث 1537)

اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ میں آجائیں۔

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ (تذکرہ، صفحہ نمبر 363، ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ (تذکرہ، صفحہ نمبر 37، ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اے میرے رب! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔ وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا ھُدْنَا اِلَیْكَ۔ (الاعراف: 57-56)

تُو ہی ہمارا ولی ہے۔ پس ہمیں بخش اور ہم پر رحم کر اور تُو بخشنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھی حَسَنَه لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ یقیناً ہم تیری طرف آ گئے ہیں۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الاعراف: 24)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ (الاعراف: 127)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔ (آل عمران: 9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا بعد اس کے جو تُو نے ہمیں ہدایت دی۔ اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت عطا کرنا۔ یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ۔ (البقرۃ: 251)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثباتِ قدم بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں جہاں اپنے لئے آپ دعا کر رہے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا پوری جماعت کیلئے دعا کریں۔ جماعت کی ترقی کیلئے دعا کریں۔ شہداء کیلئے دعا کریں۔ ان کے خاندانوں کیلئے دعا کریں۔ اسلام کی شان وشوکت قائم ہونے کیلئے دعا کریں۔ اور ان دعاؤں کو ان تین دنوں میں پھر جاری بھی رکھیں۔ اللہ سب کو توفیق دے۔ دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 31 مئی 2013)

......☆......☆......☆......

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم سیّد فیروز الدین صاحب مرحوم آف برّہ پورہ کا ذکر خیر

(محمد عبدالباقی، امیر جماعت ضلع بھاگلپور، صوبہ بہار)

مکرم سید فیروز الدین صاحب سابق صدر جماعت برّہ پورہ ضلع بھاگلپور صوبہ بہار مورخہ 17 مئی 2021 کو وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے والد کا نام سید قمر الدین تھا جو احمدی نہیں تھے اور والدہ کا نام بی بی خلیقن تھا جو احمدی تھیں اور برہ پورہ کے ایک پرانے احمدی مرحوم ماسٹر احمد علی صاحب کے خاندان سے تھیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے چار لڑکوں اور ایک لڑکی سے نوازا۔ لڑکوں میں دو مکرم سید صدر الدین صاحب اور مکرم سید فیروز الدین صاحب مرحومین احمدی تھے۔ باقی دو لڑکے غیر احمدی تھے اور ایک لڑکی خدیجہ احمدی تھیں۔

مرحوم سید فیروز الدین صاحب 1957ء میں اپنے بھائی سید صدر الدین صاحب اور ننہالی احمدی خاندان کی تبلیغ سے احمدی ہوئے تھے اور جب خاکسار 1970ء میں احمدی ہوا تھا تو یہ مرحوم سید صدر الدین صاحب اور مرحوم سید فیروز الدین صاحب کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس کے علاوہ خدا تعالیٰ کی قبولیت سب پر بھاری تھی۔ 1970ء میں ہی جس سال مجھے احمدیت کی دولت نصیب ہوئی تھی مرحوم سید فیروز الدین صاحب ان کی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر طلعت جہاں صاحبہ (دختر مرحوم شاہ شکیل احمد صاحب آف گیا) اور ان کی بیٹی فوزیہ بشریٰ (جو اس وقت گود میں تھی) اور مرحوم محمد شمیم الدین صاحب (ان کو بھی اُنہیں دنوں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی تھی) اور ہم دونوں میاں بیوی سب کو ایک ساتھ جلسہ سالانہ قادیان اور جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقات کی سعادت بھی ملی تھی۔

1971ء میں جب جماعت احمدیہ برہ پورہ میں عہدیداران کا انتخاب ہوا تھا اور خاکسار کو صدر جماعت منتخب کیا گیا تھا تو خاکسار نے انہیں سے صدر جماعت کا چارج لیا تھا۔ اس وقت مرحوم کی ایک اپنی ذاتی لائبریری تھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ خلفاء کرام اور دیگر بزرگان کی نایاب کتابیں موجود تھیں۔ مرحوم تبلیغی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اسلام اور احمدیت کے علاوہ عیسائیت اور دیگر مذاہب کے جانکار تھے۔ مرحوم 1977ء میں بھاگلپور بہار کے مشہور T.N.B COLLEGE میں Chemistry کے Reader کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ وفات کے وقت ان کی عمر قریب 85 سال تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے تین لڑکیاں ایک لڑکا سید عطاء اور اہلیہ ڈاکٹر طلعت جہاں صاحبہ کو چھوڑا ہے۔ سبھی بچوں کی شادی اچھے احمدی خاندانوں میں ہوئی ہے۔ مرحوم خاکسار کے رشتہ میں چچیرے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ ☆☆

درخواست دعا

خاکسار کی عمر 80 سال ہے اور خاکسار گردے، شوگر اور بلڈ پریشر کا مریض ہے۔ کچھ عرصہ قبل دل کا آپریشن بھی ہوا ہے جس کے ذریعہ مستقل طور پر Pacemaker لگایا گیا ہے۔ خاکسار کی کامل شفایابی اور افراد خاندان کی صحت وسلامتی کیلئے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(خلیل احمد ابن مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب، جماعت احمدیہ بنگلور)

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
lordsshoe.co@gmail.com
NEW Lords SHOE CO.
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

Love for All Hatred for None
99493-56387
99491-46660
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

حضرت عمر بن خطابؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے

آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ میں افضل ترین سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے مقربین خاص میں سے تھے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 مئی 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت عمرؓ نے کن غزوات و سرایا میں شرکت فرمائی؟

جواب: حضرت عمر بن خطابؓ بدر، احد اور خندق سمیت تمام غزوات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے جن میں سے بعض سرایا کے آپؓ امیر بھی تھے۔

سوال: غزوۂ بدر میں روانگی کے وقت مسلمانوں کے پاس کتنے اونٹ تھے؟

جواب: غزوۂ بدر کیلئے روانگی کے وقت صحابہ کے اونٹوں کی تعداد ستر تھی۔ اس لیے ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کیلئے مقرر کرنا پڑا اور ہر ایک باری باری سوار ہوتا تھا۔

سوال: حضرت عمرؓ کے ساتھ دوسرے دو اشخاص کون تھے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔

سوال: جنگِ بدر کے قیدیوں کے متعلق حضرت عمرؓ نے کیا مشورہ دیا؟

جواب: حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ انہیں ہمارے سپرد کردیں تا کہ ہم ان کی گردنیں ماردیں کیونکہ یہ سب کفار کے لیڈر اور ان کے سردار ہیں۔

سوال: حضرت عمرؓ کی بیٹی اور ان کے پہلے خاوند کا کیا نام تھا؟

جواب: حضرت عمرؓ کی بیٹی کا نام حضرت حفصہؓ تھا۔ ان کے پہلے خاوند کا نام خُنَیس بن حُذَافہؓ تھا جو ایک مخلص صحابی تھے اور جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ بدر کے بعد مدینہ واپس آنے پر خُنَیسؓ بیمار ہو گئے اور اس بیماری سے جانبر نہ ہوسکے۔

سوال: حضرت حفصہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں کس طرح آئیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کو حفصہ کے نکاح ثانی کا فکر دامن گیر ہوا۔ اس وقت حفصہؓ کی عمر بیس سال سے اوپر تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی سادگی میں خود عثمان بن عفانؓ سے مل کر ان سے ذکر کیا کہ میری لڑکی حفصہ اب بیوہ ہے آپ اگر پسند کریں تو اس کے ساتھ شادی کرلیں مگر حضرت عثمانؓ نے ٹال دیا۔ اسکے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے بھی خاموشی اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ کو بہت ملال ہوا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت ساری سرگذشت عرض کردی۔ آپؐ نے فرمایا۔ عمر! کچھ فکر نہ کرو۔ خدا کو منظور ہوا تو حفصہ کو عثمان وابوبکر کی نسبت بہتر خاوند مل جائے گا اور عثمان کو حفصہ کی نسبت بہتر بیوی ملے گی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کی شادی فرمادی اور اسکے بعد آپؐ نے خود اپنی طرف سے حضرت عمرؓ کو حفصہ کیلئے پیغام بھیجا۔

سوال: رسول کریم ﷺ کا حضرت حفصہ کے ساتھ نکاح کرنے میں کیا حکمت تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حفصہؓ کے نکاح میں ایک تو یہ خاص مصلحت تھی کہ وہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں جو گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد تمام صحابہ میں افضل ترین سمجھے جاتے تھے اور آنحضرت ﷺ کے مقربین خاص میں سے تھے۔ پس آپس کے تعلقات کو زیادہ مضبوط کرنے اور حضرت عمرؓ اور حفصہ کے اس صدمہ کی تلافی کرنے کے واسطے جو خُنَیس بن حُذَافہؓ کی بے وقت موت سے ان کو پہنچا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ حفصہ سے خود شادی فرمالیں اور دوسری مصلحت یہ مدنظر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی زیادہ بیویاں ہوں گی اتنا ہی عورتوں میں دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا کام زیادہ وسیع پیمانے پر اور زیادہ آسانی سے اور خوبی کے ساتھ ہو سکے گا۔

سوال: غزوۂ اُحد کے موقع پر مسلمانوں کے علمبردار کون تھے اور ان کو کس نے شہید کیا؟

جواب: غزوۂ اُحد کے موقع پر مسلمانوں کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے جن کو عبداللہ بن قمئہ نے شہید کیا۔

سوال: رسول کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ سن کر حضرت عمرؓ نے کیا کیا؟

جواب: رسول کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ سن کر حضرت عمرؓ مایوس ہوکے ایک طرف ہوکے بیٹھ گئے تھے۔

سوال: حضرت اَنَس بن نَضَر انصاریؓ کو جب اُحد کے روز رسول کریم ﷺ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے کیا کیا؟

جواب: حضرت انس نے فرمایا: یہی لڑنے کا وقت ہے تا جو موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پائی وہ ہمیں بھی نصیب ہو اور پھر آپؐ کے بعد زندگی کا بھی کیا لطف ہے۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ سعدؓ مجھے تو پہاڑی سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہہ کر انسؓ دشمن کی صف میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے اور جنگ کے بعد دیکھا گیا تو ان کے بدن پر اسّی سے زیادہ زخم تھے اور کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ یہ کس کی لاش ہے۔ آخر ان کی بہن نے ان کی انگلی دیکھ کر شناخت کیا۔

سوال: جنگِ اُحد کے وقت جب آپؐ نے گھاٹی کے دامن میں پناہ لی اور کفار نے حملہ کیا تو آپؐ نے کیا دُعا فرمائی؟

جواب: احد کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے ہی تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا۔ ان میں خالد بن ولید بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا یَنۡبَغِیۡ لَھُمۡ اَنۡ یَّعۡلُوۡنَا اے اللہ! یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اس پر حضرت عمر بن خطابؓ نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

سوال: اپنی فتح کی خوشی میں ابوسفیان نے کونسے نعرے لگائے اور آنحضرتؐ نے صحابہ کو ان کا کیا جواب دینے کے لئے کہا؟

جواب: ابوسفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اُعۡلُ ھُبَلۡ یعنی اے ہبل تیری شان بلند ہو۔ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بت کا نام آنے پر آپؐ بے تاب ہو گئے اور فرمایا کہ تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعۡلٰی وَ اَجَلّ یعنی بلندی اور بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا لَنَا الۡعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمۡ۔ ہمارے ساتھ عزیٰ ہے اور تمہارے ساتھ عزیٰ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہو اَللّٰہُ مَوۡلٰنَا وَلَا مَوۡلٰی لَکُمۡ۔ عزیٰ کیا چیز ہے۔ ہمارے ساتھ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔

سوال: حضور انور نے قریشی محمد فضل اللہ صاحب نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جامعہ سے فراغت کے بعد قریشی صاحب نے 23 سال 5 ماہ جامعہ احمدیہ میں تدریس کا کام کیا اور کل عرصۂ خدمت ان کا سینتیس سال سات ماہ بنتا ہے۔ چونتیس سال کا طویل عرصہ آپ نے بطور نائب ایڈیٹر اخبار بدر خدمت کی توفیق پائی۔ ایڈیٹر مشکوٰۃ بھی رہے۔ تاریخ احمدیت بھارت کی کمیٹی کے بھی ممبر تھے۔ روحانی خزائن کا جو کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن چھپا تھا اس میں انہوں نے پروف ریڈنگ کی بعض غلطیاں نکالیں۔ اسکے بعد پھر ان کے کہنے پر ان کی درستیاں کی گئیں۔ بڑی باریک بینی سے ہر چیز دیکھا کرتے تھے۔ قرآن کریم جو ''خط منظور'' میں شائع ہوا ہے اس کے سافٹ ویئر کی تیاری میں بھی ان کی بہت خدمات ہیں۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم بشارت احمد صاحب حیدر واقف زندگی قادیان کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ مرحوم حضرت عبدالکریم صاحب کے پوتے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان سگ گزیدہ تھے۔ اور یہ زندگی وقف کر کے کرناٹک سے قادیان آئے اور پھر مدرسہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف دفاتر میں کام کیا اور پھر انچارج شعبہ رشتہ ناطہ مقرر ہوئے۔ چھیالیس سال تک سلسلہ کی خدمت کی۔

......☆......☆......☆......

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے
اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے

قناعت اور سادگی کو اپنائیں، اسکے ذریعہ سے دین کی خدمت کے مواقع بھی میسر آئیں گے،
دنیا کے کاموں میں فنا ہونے سے بچکر اللہ تعالیٰ کی عبادات کی بھی توفیق ملے گی

قناعت، سادگی اور میانہ روی پر قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور پُرنور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30 اپریل 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت: زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِیۡنَ وَالۡقَنَاطِیۡرِ الۡمُقَنۡطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالۡفِضَّۃِ وَالۡخَیۡلِ الۡمُسَوَّمَۃِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ۔ ذٰلِکَ مَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا۔ وَاللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ (سورۃ ال عمران آیت نمبر:15) کی تلاوت فرمائی۔

سوال: کن چار وجوہات کی بناء پر رشتہ کیا جاتا ہے؟ اور ان میں سے خدا کی پسندیدہ کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جن چار وجوہات کی بنا پر رشتہ کیا جاتا ہے وہ یہ ہیں یعنی مال، خاندان، خوبصورتی اور دینداری۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین ہے۔

سوال: ایک دنیا دار کی کیا خواہش ہوتی ہے اور وہ کن چیزوں کے پیچھے بھاگتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا دار طبعاً یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی زوجیت میں خوبصورت اور مالدار عورتیں ہوں پھر یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ اولاد ہو اور اولاد میں بھی لڑکے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ ڈھیروں ڈھیر مال کی خواہش ہوتی ہے اور جتنا مال آتا ہے اتنی زیادہ حرص بڑھتی چلی جاتی ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ جس ذریعے سے بھی مال حاصل ہوسکتا ہے کیا جائے۔ حضور انور

نے فرمایا کہ یہ سب دنیوی زندگی کے عارضی سامان ہیں۔

سوال ایک مومن کی کیا شان ہونی چاہئے اور اُسے کس طرح زندگی گزارنی چاہئے؟

جواب ایک مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ ان عارضی سامانوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ دنیا کے پیچھے پھرنا تو کافروں اور غیر مومنوں کا کام ہے، تمہارا مطمح نظر تو اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت ہونا چاہئے۔ لیکن بدقسمتی سے اس خوبصورت اور پاکیزہ تعلیم کے باوجود مسلمانوں نے دنیا کو ہی مطمح نظر بنا لیا ہے اور قناعت اور سادگی کو بھلا دیا گیا ہے اور ہوا و ہوس کی طرف زیادہ رغبت ہے اور امیر سے امیر تر بننے کی دوڑ لگی ہے۔

سوال قناعت اور سادگی کے متعلق حضور انور نے احمدیوں کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: احمدیوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ قناعت اور سادگی کو اپنائیں۔ اس کے ذریعہ سے دین کی خدمت کے مواقع بھی میسر آئیں گے، دین کی خاطر مالی قربانی کی بھی توفیق ملے گی، اپنے ضرورت مند بھائیوں کی خدمت کی بھی توفیق ملے گی، ان کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بھی توفیق ملے گی اور دنیا کے کاموں میں فنا ہونے سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی عبادات بجالانے کی بھی توفیق ملے گی۔

سوال دنیا کی سہولیات سے فائدہ اُٹھانے کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دنیا کی سہولیات سے فائدہ اٹھانا کوئی گناہ نہیں، بلکہ ضرور اٹھانا چاہئے۔ لیکن اس کو حاصل کرنے کے لئے غلط راستے اپنانا، جو کچھ اپنے پاس ہے اس پر قناعت نہ کرنا اور دوسرے سے حسد کرنا، اپنی زندگی کو سادہ بنا کر اپنے اخراجات کو کنٹرول کر کے دین کی ضروریات کے لئے قربانی نہ دینا برائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استعمال برائی نہیں ہے بلکہ وہ سوچ جس کے تحت بعض ایسے کام کئے جاتے ہیں وہ برائی ہے۔ اور ہر احمدی کو بہر حال اس سے بچنا چاہئے۔

سوال قناعت کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: متقی بنو، سب سے بڑے عابد بن جاؤ گے۔ قناعت اختیار کرو سب سے زیادہ شکر گزار بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو حقیقی مومن بن جاؤ گے۔ اپنے پڑوسیوں سے اچھا سلوک کرو حقیقی مسلمان بن جاؤ گے۔ کم ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔

سوال ایک مومن کا عمل کیسا ہونا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: مومن کا کام ہے کہ پوری محنت سے اپنے کام پر توجہ دے، تمام میسر وسائل کو بروئے کار لائے اور پھر جو کچھ حاصل ہو اس پر قناعت کرے اور الحمد للہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے اس طرح نوازتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

سوال اخراجات میں میانہ روی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے۔ اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے۔

سوال حرص انسان کی کب ختم ہوتی ہے؟

جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے۔ اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

سوال کونسی دو چیزیں کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں؟

جواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی بندے کے اندر خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ اور نہ ہی کسی بندے کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہوسکتے ہیں۔

سوال امراء کے ایک طبقہ کی مالی قربانی کی حضور انور نے کس رنگ میں تعریف فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جماعت میں بھی ایسے امراء ہیں جو دل کھول کر اپنے مال میں سے علاوہ لازمی چندہ جات کے یا دوسرے وعدوں کے جو روٹین کے چندے ہیں یا تحریکات ہیں خرچ کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد مساجد کی تعمیر کے لئے، ہسپتالوں کی تعمیر کے لئے یا دوسرے جماعتی منصوبوں کے لئے چندے دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی حرص نہیں بلکہ حرص ہے تو صرف یہ کہ خدا راضی ہو جائے۔ اللہ کرے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جماعت میں بڑھتی چلی جائے جن میں قناعت بھی ہو، قربانی کی روح بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی حرص بھی ہو۔

سوال سوال سے بچنے کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص رسی لے کر جنگل میں جاتا ہے اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا پیٹھ پر اٹھا کر بازار میں آتا ہے اور اسے بیچتا ہے اور اس طرح اپنا گزارا چلاتا ہے اور اپنی آبرو اور خودداری پر حرف نہیں آنے دیتا وہ بہت ہی معزز اور اس کا یہ طرز عمل لوگوں سے بھیک مانگنے سے ہزار درجے بہتر ہے۔ نہ معلوم وہ لوگ اس کے مانگنے پر اسے کچھ دیں یا نہ دیں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قناعت اور سادگی کا کیا نمونہ تھا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمارے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم ایک سادہ زندگی بسر کرتے ہیں وہ تمام تکلفات جو آجکل یورپ میں لوازم زندگی بنا رکھے ہیں۔ ان سے ہماری مجلس پاک ہے۔ رسم و عادت کے ہم پابند نہیں ہیں۔ کھانے پینے اور نشست و برخاست میں ہم سادہ زندگی کو پسند کرتے ہیں۔

سوال تبلیغ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیسے لوگوں کی خواہش کی؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہوں، علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں ہے۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔ تبلیغ کے سلسلے کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

پائی جائے اور دیکھنے سننے والا اس کی نسبت پکار اٹھے کہ لاریب یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (ایضاً صفحہ 247)

عربی میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوتے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

زبان عربی اس لطیف طبع اور زیرک انسان کی طرح کام دیتی ہے جو مختلف ذرائع سے اپنے مدعا کو سمجھا سکتا ہے مثلاً ایک نہایت ہوشیار اور زیرک انسان کبھی ابرو یا ناک یا ہاتھ سے وہ کام لے لیتا ہے جو زبان نے کرنا تھا یعنی اس بات پر قادر ہوتا ہے کہ باریک باریک اشارات سے مخاطب کو سمجھاوے یہی طریق زبان عربی کے عادات میں سے ہے یعنی یہ زبان کبھی الف لام تعریف سے وہ کام نکالتی ہے جس میں دوسری زبانیں چند لفظوں کی محتاج ہوتی ہیں اور کبھی صرف تنوین سے ایسا کام لیتی ہے جو دوسری زبانیں طولانی فقروں سے بھی پورا نہیں کر سکتیں ایسا ہی زیر و زبر و پیش بھی الفاظ کا ایسا کام دے جاتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی دوسری زبان بغیر چند فضول فقروں کے ان کا مقابلہ کر سکے اس کے بعض لفظ بھی باوجود بہت چھوٹے ہونے کے ایسے لمبے معنے رکھتے ہیں کہ نہایت حیرت ہوتی ہے کہ یہ معنی کہاں سے نکلے مثلاً عَرَضْتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں مکہ اور مدینہ اور جوان کے گرد دیہات ہیں سب دیکھ آیا اور طَهْفَلْتُ کے یہ معنی ہیں کہ میں چینی کی روٹی کھاتا ہوں اور ہمیشہ چینی کی روٹی کھانے کے لئے عہد کر چکا ہوں اور جَشَمٌ کے یہ معنی ہیں کہ آدھی رات چلی گئی اور حیعل کے یہ معنے ہیں کہ آؤ نماز پڑھو وقت نماز ہے اور اسی طرح بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ صرف وہ ایک حرف ہی ہے مگر اس کے معنے دو یا تین لفظ پر مشتمل ہیں جیسے :

شِ	قِ	لِ	عِ	اِ
اپنے کپڑا کو منقش کر	نگہ رکھ	نزدیک ہو	یاد کر	وعدہ کر
خِ	هِ	دِ	لِ	فِ
نہ آہستہ چل اور نہ جلدی کر بلکہ میانہ روی اختیار کر	پھٹ جا کمزور ہو جا	خون بہادے	سُست ہو جا	وفا کر

(ایضاً صفحہ 132)

زبان عربی کی فوقیت اور برتری تمام زبانوں پر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تحقیق عمیق اور نظر دقیق کے بعد مشاہدہ اور رؤیت بیّنات کے ہمیں اس اقرار کیلئے مجبور کرتی ہے کہ لغت عرب تمام لغتوں سے وسیع تر ہے اور وہ مدارج میں سب سے بلند اور برکات میں سب سے بزرگ تر اور معارف اور نکات میں سب سے زیادہ چمکنے والے اور مفردات کے نظام میں سب سے زیادہ کامل اور مرکبات کے درجہ بدرجہ رکھنے میں سب سے زیادہ محل مناسب تک پہنچے ہوئے اور لطائف اور اشارات پر سب سے زیادہ دلالت کرنیوالے اور سب صفتوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ کامل اور اس کے اسماء کی بناوٹ میں بہت سے علوم پائے جاتے ہیں اور اس کی ترکیبوں اور ادا کے طریقوں میں لطائف چمک رہے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 217)

پانچ ہزار روپے کے انعامی چیلنج کا تکرار

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم اس مقدمہ کو صرف دعویٰ کی صورت میں پیش نہیں کرتے ہم نے اس جھگڑے کے طے کے لئے **پانچ ہزار روپیہ کا اشتہار** اس کتاب کے ساتھ شائع کیا ہے پس اگر کوئی اس بیان کا مکذب ہے میکس ملر ہوں یا کوئی اور ہو تو ان کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ وہ اپنی اس لاف و گزاف کو دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کر کے دکھلاویں اور پانچ ہزار روپیہ نقد ہم سے لے لیں۔ (ایضاً صفحہ 161 حاشیہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی تعلق میں مزید فرمایا:

اور ذلت کے بعد اے مخالفو کیا زندگی ہے۔ پس اگر ذرا بھی حیا ہے تو اٹھو یا کسی گہرے کوئیں میں ڈوب کر ہلاک ہو جاؤ۔ اور شرم زدہ لوگوں کی طرح مر جاؤ اور اگر مقابلہ کے لئے اٹھتے ہو تو میں تم کو بطور انعام پانچ ہزار روپیہ دوں گا بشرطیکہ تم موافق شرائط جواب دو اور دو ثالث قَسم کے ساتھ گواہی دیں۔ تا عقلمندوں کے نزدیک میری حجت پوری ہو جائے اور کسی عذر کی کوئی گنجائش نہ رہے اور یہ میرے پر تاوان ہے اگر میں کاذب ہوں پس اس انعام کے لینے کے لئے کھڑے ہو جاؤ یا اپنی زبانوں کی حمایت کرنے کے لئے کچھ ہمت کرو اور میری شرط کا روپیہ جہاں چاہو جمع کرالو اگر کچھ شک ہو یا ڈرتے ہو۔ اور جو تم طلب کرو میں سب قبول کروں گا اور جو لکھواؤ میں لکھوں گا اور جو تم پوچھو میں جواب شافی دوں گا تا ہو کہ تم مطمئن ہو جاؤ اور تا ہو کہ تم یقین کرو اور جو کچھ تم کہو میں کروں گا اگر تم انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ مشقت ڈالوں اور میں ان میں سے نہیں ہوں جو بدی کے ساتھ کسی پر دوڑتے ہیں اور مجھ کو انشاء اللہ انصاف پسند پاؤ گے اور میں دیکھتا ہوں کہ عنقریب زبانیں بند ہو جائیں گی اور وساوس قید میں ڈالے جائیں گے اور حجت پوری ہو جائے گی اور دشمن ہماری دستاویزوں کو دیکھ کر بھاگ جائیں گے۔ (ایضاً صفحہ 239)

آئندہ انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اَور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10366: مَیں شاہدہ بیگم زوجہ مکرم محمد زبیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 40 سال تاریخ بیعت 1993، ساکن حلقہ بشارت نگر ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 10 گرام 22 کیریٹ، حق مہر-/2500 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شعیب احمد | الامۃ: شاہدہ بیگم | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10367: مَیں محمد عبد القیوم ولد مکرم محمد عبد الکریم بابر صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ بشارت نگر ڈاکخانہ فلک نما ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/5000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد کلیم خان | العبد: محمد عبد القیوم | گواہ: شعیب احمد

مسل نمبر 10368: مَیں عقیل احمد ولد مکرم ناصر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ بشارت نگر ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/7500 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شعیب احمد | العبد: عقیل احمد | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10369: مَیں شائستہ نورین زوجہ مکرم محمد سہیل احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن درگا بھوانی نگر (سنتوش نگر) ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 19/جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 230 گرام 22 کیریٹ، حق مہر-/1,50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1500 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد سہیل احمد | الامۃ: شائستہ نورین | گواہ: غلام طیب احمد خان

مسل نمبر 10370: مَیں شیفان احمد ولد محمد زبیر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ بشارت نگر ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد کلیم خان | العبد: شیفان احمد | گواہ: شعیب احمد

مسل نمبر 10371: مَیں صغریٰ بیگم زوجہ مکرم محمد سلطان الدین فاضل صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 68 سال پیدائشی احمدی، ساکن حلقہ کنچن باغ ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/2000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد کلیم خان | الامۃ: صغریٰ بیگم | گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 10372: مَیں امۃ الشفیق زوجہ مکرم حنیف احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی، ساکن حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 30 تولہ 22 کیریٹ، ایک پلاٹ، حق مہر-/35,000 روپئے بذمہ خاوند، نقد 8 لاکھ روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/6000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حنیف احمد | الامۃ: امۃ الشفیق | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10373: مَیں امۃ الحئی تہنیت بنت مکرم حنیف احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/2000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حنیف احمد | الامۃ: امۃ الحئی تہنیت | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10374: مَیں جلتھر رابعہ تبسم زوجہ مکرم پیر محمد نوید صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی، ساکن پرانی حویلی ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 12 تولہ 22 کیریٹ، زیور نقرئی 8 تولہ، حق مہر-/1,20,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: پیر محمد نوید | الامۃ: جلتھر رابعہ تبسم | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10375: مَیں عدیل احمد ارسلان ولد مکرم محمد کلیم خان صاحب، قوم احمدی مسلمان، طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمدیہ مسجد جوبلی ہال ضلع حیدر آباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1/مارچ 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امۃ السلام طاہرہ | العبد: عدیل احمد ارسلان | گواہ: محمد کلیم خان

مسل نمبر 10376: مَیں جمال الدین ولد مکرم محی الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 26 سال تاریخ بیعت 2001، ساکن راجیو گاندھی بائی پاس روڈ ڈاکخانہ کاروَامبرام (منجیری) ضلع مالا پورم صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 6/اپریل 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/15,000 روپئے ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد | العبد: جمال الدین | گواہ: شمس الدین کے. وائی

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

NISHA LEATHER
Specialist in :
Leather Belts, Ladies & Gents Bag
Jackets, Wallets, etc
WHOLE SALE & RETAILER
19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087
(Beside Austin Car Showroom)
Contact No : 2249-7133

طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 5 - August - 2021 Issue. 31

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جاہلیت میں جب خدا ہم دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہ تھا تو ہم تم پر غالب تھے مگر اب خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے اس لئے اب تم غالب ہو

یہ دولت جو تمہارے پاس آ رہی ہے اس سے کہیں تم لوگوں کے درمیان بھائی چارے کی بجائے حسد اور بغض نہ بڑھ جائے اس خیال نے مجھے رلایا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30 ؍جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر چل رہا تھا اور آپ کے زمانے کی جو جنگیں تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ مدائن کی فتح کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے موقع پر کی تھی۔ دوسری دفعہ پتھر پر جب آپؐ نے ضرب لگائی تو آپؐ نے فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدائن کے سفید محلّات مجھے نظر آ رہے ہیں۔

مدائن کی فتح کا یہ وعدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ مدائن بغداد سے کچھ فاصلے پر جنوب کی طرف دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے چونکہ یہاں یکے بعد دیگرے کئی شہر آباد ہوئے تھے اس لئے عربوں نے اسے مدائن یعنی کئی شہروں کا مجموعہ کہنا شروع کر دیا۔ مدائن کسریٰ کا پایہ تخت تھا یہاں پر اس کے سفید محلات تھے۔ مسلمانوں اور مدائن کے درمیان دریائے دجلہ حائل تھا ایرانیوں نے دریا کے تمام پل توڑ دیئے تاکہ مسلمان حملہ آور نہ ہوسکیں۔ ایک رات حضرت سعد کو خواب دکھایا گیا کہ مسلمانوں کے گھوڑے پانی میں داخل ہوئے ہیں اور دریا کو پار کر لیا ہے حالانکہ وہاں طغیانی بھی ہے۔ اس خواب کی تکمیل میں حضرت سعد نے دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت سعد نے فوج سے کہا کہ مسلمانو! دشمن نے دریا کی پناہ لے لی ہے۔ آؤ اس کو تیر کر پار کریں اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ حضرت سعد کے سپاہیوں نے اپنے قائد کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور اسلامی فوجیں دریا کے پار اتر گئیں۔ مقابل فوج نے یہ حیران کن منظر دیکھا تو خوف سے چیخنے لگے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوگئی۔

اسکے بعد جنگ جلولہ 16 ہجری میں لڑی گئی مدائن کی فتح کے بعد ایرانیوں نے جلولہ میں جمع ہو کر مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت سعد نے ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ایرانی لشکر سے مقابلے کیلئے بھیجا۔ جلولہ عراق کا شہر ہے جو بغداد سے خراسان جاتے ہوئے راہ پر پڑتا ہے۔ یہاں مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ مسلمان جب یہاں پہنچے تو انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا مہینوں محاصرہ رہا ایرانی وقتاً فوقتاً قلعہ سے باہر نکل کر حملہ آور ہوتے رہے اور بالآخر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

مدائن کی فتح کے بعد جب حضرت عمر کے پاس خمس پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ اس قدر کثیر مال غنیمت ہے کہ کسی چھت تلے نہ سما سکے گا لہٰذا میں بہت جلد اس کو تقسیم کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور عبداللہ بن ارقم مسجد کے صحن میں اس مال کی چوکیداری کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمر لوگوں کے ساتھ مسجد میں آئے اور مال غنیمت سے کپڑا اٹھایا گیا تو آپ نے یاقوت زبرجد اور بیش قیمت جواہرات دیکھے اور رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمن نے حضرت عمر سے عرض کیا اَے امیر المؤمنین! آپ کیوں رو رہے ہیں، اللہ کی قسم یہ تو شکر کا مقام ہے۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا: اللہ کی قسم اللہ جس قوم کو یہ عطا فرماتا ہے تو ان میں آپس میں حسد اور بغض بڑھ جاتا ہے۔ یہ دولت جو تمہارے پاس آ رہی ہے اس سے کہیں تم لوگوں کے درمیان بھائی چارے کی بجائے حسد اور بغض نہ بڑھ جائے اس خیال نے مجھے رلایا ہے اور جس قوم میں آپس میں حسد بڑھ جائے تو ان میں پھر خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: بڑے غور اور فکر والی بات ہے اور استغفار کرنے والی بات بھی ہے یہ جو آپ نے بیان فرمائی ہے۔ اور یہی ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں حسد اور بغض دولت کے آنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی چلا گیا۔

مدائن کی جنگ کے دوران شاہ ایران یزدجرد اپنا پایہ تخت مدائن چھوڑ کر اپنے خاندان اور ملازمین کے ہمراہ حلوان کو روانہ ہو گیا تھا اور جب اُسے جلولہ کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ حلوان چھوڑ کر رَے کو روانہ ہو گیا اور کچھ فوجی دستوں کو حلوان کی حفاظت کیلئے چھوڑ دیا۔ حضرت سعد نے قعقاع کو حلوان کی طرف روانہ کیا۔ خسرو شنوم خود آگے بڑھ کر مقابل ہوا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ قعقاع نے حلوان پہنچ کر قیام کیا اور ہر طرف امن کی منادی کرا دی۔ اطراف کے رئیس آ آ کر جزیہ قبول کرتے جاتے تھے اور اسلام کی حمایت میں آتے جاتے تھے۔

ماسبزان کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ حضرت سعد ابھی مدائن میں ہی مقیم تھے کہ اطلاع ملی کہ ایک ایرانی لشکر مسلمانوں سے ٹکر لینے کیلئے میدانی علاقے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ حضرت سعد نے یہ رپورٹ حضرت عمر کی خدمت میں بھجوا دی۔ حضرت عمر کی ہدایت کے مطابق ضرار بن خطاب کی سرکردگی میں ایک لشکر مقابلہ کیلئے بھیجا گیا۔ ماسبزان کے میدانی علاقے کے قریب ہندف مقام پر لڑائی ہوئی جس میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر ماسبزان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد خزستان اور اہواز کی فتح ہوئی۔ خزستان ایران کا ایک صوبہ ہے۔ ہرمزان اسلام قبول کرنے سے پہلے اسی صوبہ کا گورنر تھا۔ اس علاقے میں ایرانی دو راستوں سے مسلمان لشکر پر بار بار حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک ''نہر تیرہ'' اور دوسرا ''مناظر'' یہ دونوں مقام چھاپہ مار ایرانیوں کے مرکز تھے۔ ابوموسیٰ اشعری نے نہر تیرہ کو اہواز کے ساتھ فتح کر لیا اور اہواز کی فتح کے بعد آپ دوسرے مقام یعنی مناظر کی طرف بڑھے اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ طول پکڑ رہا تھا ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر کے حکم سے لشکر کا ایک حصہ ربیع کی کمان میں مناظر کے محاصرے کیلئے چھوڑا اور خود شہر سوس کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر ربیع نے لڑتے بھڑتے شہر پر قبضہ کر لیا اور بہت سے لوگ قیدی بنا لئے مگر حضرت عمر کے احکامات کے نتیجہ میں یہاں بھی سب قیدی رہا کر دیئے گئے۔ حضرت ابوموسیٰ سوس کی طرف بڑھے۔ شہر والوں نے پہلے مقابلہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر میں محصور ہو کر بیٹھ گئے۔ بالآخر جب غذا کی تنگی ہوئی تو ہتھیار ڈال دیئے۔

جنگ تستر اور اس کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا: جلولہ میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایرانی ''ہرمزان'' کی قیادت میں ''راما ہرمز'' میں جمع ہوئے۔ راما ہرمز بھی خزستان کے نواح میں ایک مشہور شہر تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت عمر کی ہدایت پر نعمان بن مقرن کو لشکر کا سردار بنا کر کوفہ سے روانہ کیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ سے روانہ کیا اور فرمایا کہ جب دونوں لشکر اکٹھے ہو جائیں تو ابوسبرۃ بن روم ان کے کمانڈر ہوں گے۔ نعمان بن مقرن کی فوج کے بارے میں جب ہرمزان کو علم ہوا تو اس نے مقابلہ کیا اور شدید جنگ کے بعد ہرمزان شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگ گیا۔ تستر بھی خزستان سے ایک دن کے فاصلے پر ایک بڑا شہر ہے اور شہر میں محصور ہو گیا۔ حضرت ابوسبرۃ کی قیادت میں اسلامی لشکر نے شہر کا محاصرہ کر لیا جو کئی ماہ تک جاری رہا۔ ایرانی فوج بار بار باہر نکل کر حملہ آور ہوتی اور واپس آ کر دروازے بند کر لیتی۔ اس طرح اس جنگ میں اسّی معرکے ہوئے۔ آخری معرکہ میں مسلمانوں نے بھرپور شدت سے حملہ کیا۔ جب مسلمانوں کی طرف سے حصار سخت ہو گیا تو دو فارسیوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ شہر سے پانی نکلنے والے راستے سے اندر جا کر شہر کو فتح کیا جا سکتا ہے چنانچہ مسلمان شہر میں داخل ہو گئے اور شہر پر قبضہ کر لیا۔

ہرمزان نے اس شرط پر خود کو مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ اس کا فیصلہ حضرت عمرؓ پر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ہرمزان کو حضرت انس بن مالک اور احنب بن قیس کی نگرانی میں حضرت عمر کی خدمت میں مدینہ بھجوا دیا۔ ہرمزان نے جب حضرت عمرؓ کو انتہائی سادگی اور عام حالت میں بغیر کسی دربان اور پہریدار کے دیکھا تو بے ساختہ کہا کہ یہ شخص ضرور کوئی نبی معلوم ہوتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ نبی تو نہیں مگر انبیاء کے طریق پر ضرور ہیں۔ حضرت عمر نے ہرمزان سے کہا عہد شکنی اور دھوکہ دہی کا انجام دیکھا ہے۔ اس نے کہا جاہلیت میں جب خدا ہم دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہ تھا تو ہم تم پر غالب تھے مگر اب خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے اس لئے اب تم غالب ہو۔ پھر حضرت عمر نے ہرمزان سے پوچھا تم نے بار بار عہد شکنی کی اب تم کیا عذر کرتے ہو۔ ہرمزان نے کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ آپ مجھے یہ بتانے سے پہلے قتل نہ کر دیں۔ حضرت عمر نے کہا ڈرو نہیں اس پر ہرمزان نے پانی مانگا تو اس کیلئے پانی لایا گیا۔ ہرمزان نے کہا کہ مجھے خدشہ ہے کہ جب میں پانی پی رہا ہوں گا تو مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا جب تک تو پانی پی نہ لے تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یہ سن کر اس نے پانی زمین پر گرا دیا۔ حضرت عمر نے کہا اسے دوبارہ پانی دو اور اسے پیاسا قتل نہ کیا جائے۔ ہرمزان نے کہا مجھے پانی کی پیاس نہیں تھی میں تو اس طرح امان حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسکے بعد ہرمزان نے اسلام قبول کر لیا اور مدینہ میں ہی رہائش اختیار کر لی حضرت عمر نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر کر دیا۔

عقد الفرید میں لکھا ہے کہ حضرت عمر ہرمزان سے ایران پر لشکر کشی میں مشورہ کیا کرتے تھے اور اس کی رائے کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ پھر وہ حضرت عمر کا مشیر بھی بن گیا۔ یہ بھی شبہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر کی شہادت میں ہرمزان کا ہاتھ تھا لیکن حضرت مصلح موعود اس شبہ کو درست نہیں سمجھتے تھے۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: یہ ذکر آئندہ بھی انشاء اللہ چلے گا۔ اس وقت میں کچھ مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور پھر ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ اسکے بعد حضور انور نے مکرمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سعید صاحب، مکرم داؤد سلیمان بٹ صاحب جرمنی، مکرمہ زاہدہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم غلام مصطفیٰ اعوان صاحب ڈھپئی ضلع سیالکوٹ، مکرم رانا عبدالوحید صاحب لندن ابن مکرم چوہدری عبدالحئی صاحب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد، الحاج میر محمد علی صاحب سابق امیر جماعت بنگلہ دیش کا ذکر خیر فرمایا اور تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad